اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

باونواں اجلاس (پہلی نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ **08**/اپریل 2022ء بروز جمعۃ المبارک بمطابق **06** رمضان المبارک 1443 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	چیئرمینوں کے پینل کا اعلان۔	04
3	رخصت کی درخواستیں۔	10
4	قرارداد نمبر **141** منجانب: جناب ثناء اللہ بلوچ، رکن صوبائی اسمبلی۔	25

جلد **52** شمارہ **01**

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میر جان محمد خان جمالی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

سینئر رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب حمداللہ کاکڑ

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 08 /اپریل 2022ء بروز جمعۃ المبارک بمطابق 06 رمضان المبارک 1443 ہجری، بوقت سہ پہر 03 بجکر 50 زیر صدارت جناب سردار بابر خان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡهُدٰی وَ الۡفُرۡقَانِ ج
فَمَنۡ شَهِدَ مِنۡكُمُ الشَّهۡرَ فَلۡیَصُمۡهُ ط وَمَنۡ كَانَ مَرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ ط
یُرِیۡدُ اللّٰهُ بِكُمُ الۡیُسۡرَ وَ لَا یُرِیۡدُ بِكُمُ الۡعُسۡرَ ز وَ لِتُكۡمِلُوا الۡعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا
هَدٰىكُمۡ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ۱۸۵ وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ط اُجِیۡبُ دَعۡوَةَ
الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ لا فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّهُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ ۱۸۶

﴿پارہ نمبر ۲ سُوۡرَۃُ البقرہ آیات نمبر ۱۸۵ اور ۱۸۶﴾

ترجمہ: مہینہ رمضان کا ہے جس میں نازل ہوا قرآن ہدایت ہے واسطے لوگوں کے اور دلیلیں روشن راہ پانے کی اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی، سو جو کوئی پائے تم میں سے اس مہینہ کو تو ضرور روزے رکھے اسکے، اور جو کوئی ہو بیمار یا مسافر تو اس کو گنتی پوری کرنی چاہیے اور دنوں سے، اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی اور نہیں چاہتا تم پر دشواری اور اس واسطے کہ تم پوری کرو گنتی اور تاکہ بڑائی کرو اللہ کی اس بات پر کہ تم کو ہدایت کی اور تاکہ تم احسان مانو۔ اور جب تجھ سے پوچھیں میرے بندے مجھ کو سو میں تو قریب ہوں قبول کرتا ہوں دعا مانگنے والے کی دعا کو جب مجھ سے دعا مانگے تو چاہیے کہ وہ حکم مانیں میرا اور یقین لائیں مجھ پر تاکہ نیک راہ پر آئیں۔ وَمَا عَلَیۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر point of order

جناب ڈپٹی اسپیکر: ایک دفعہ یہ پینل بنا دیتے ہیں ۔ میں قواعد انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت رواں اجلاس کے لیے ذیل اراکین اسمبلی کو پینل آف چیئر مین کے لیے نامزد کرتا ہوں:

۱۔ جناب قادر علی نائل صاحب۔ ۲۔ جناب عبدالواحد صدیقی صاحب۔

۳۔ محترمہ شاہینہ کاکڑ صاحبہ۔ ۴۔ محترمہ شکیلہ نوید صاحبہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی ریکی صاحب۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! آپ نے اگلے سیشن میں direction دیا تھا ماشکیل زیرو پوائنٹ کافی عرصے سے بند تھا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: direction تھا کہ رولنگ تھی؟

میر زابد علی ریکی: نہیں نہیں رولنگ ابھی نہیں ہے رولنگ سے ہم بیزار ہیں ۔ رولنگ کا انجام آپ نے کل رات دیکھا کہ سپریم کورٹ نے کیا فیصلہ دے دیا۔ ابھی direction ہیں ۔ جناب اسپیکر صاحب! کلکٹر نے یہ بھیجا ہوا ہے آپ اسمبلی اسپیکر کو اختیار دیا ہوا ہے کہ آپ کمیٹیاں بنا دیں ماشکیل کا visit کریں اُن کمیٹیوں میں آپ دیکھ لیں چیمبر آف کامرس بھی ہے ہمارے ڈویژن کے بھی کچھ ایم پی ایز بھی ہیں یہاں آئے ہیں تو یہ کمیٹیاں بنا دیں فوراً جا کر ماشکیل زیرو پوائنٹ کو چیک کر کے آپ کو رپورٹ دیدیں۔ آپ اُس میں direction دیدیں کہ یہ کیوں وجہ کیا ہے کہ یہ بند ہے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی ریکی صاحب بالکل کسٹم احکام نے جو ہمیں رپورٹ دی ہے انہوں نے یہی کہا ہے کہ آپ اِس پر جو فیصلہ کرتے ہیں تو اس حوالے سے ہم علاقے کے جو منتخب ایم پی ایز ہیں ۔ آپ لوگ چار ایم پی ایز ہیں میرے خیال سے۔

میر زابد علی ریکی: جی ہاں رخشان ڈویژن کے چار ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ہاں چار ایم پی ایز ہیں جن میں زابد علی ریکی، ثناء بلوچ، محمد رحیم مینگل اور میر محمد عارف محمد حسنی صاحب ہیں تو چیف کلکٹر کسٹم اور ایوان صنعت وتجارت کے تین نمائندے آپ ایک ہفتے میں اس پر ۔ ایک ہفتے کے اندر آپ لوگ وہاں کا visit کرلیں اور۔۔۔

میر محمد عارف محمد حسنی: عید کے بعد رکھ لیں۔ابھی نہیں جناب اسپیکر صاحب۔

میر زابد علی ریکی: نہیں بھائی رمضان ہے ہم جائیں گے وہاں کیا مسئلہ ہے جناب اسپیکر صاحب! یہ ابھی اسمبلی کو پیش کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ایک ہفتے بعد آپ لوگوں کو یہ رپورٹ پیش کرنا ہوگی اس کے بعد پھر ہمیں ایک فیصلہ کرنا گا آپ لوگوں کی مشاورت سے۔تو ایک ہفتے کے اندر آپ لوگ visit کریں۔

میر زابد علی ریکی: thank you Sir bundle of thanks

جناب ڈپٹی اسپیکر: مہربانی۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر صاحب! آج کی کارروائی میں اصل میں اپوزیشن کی طرف سے 6 تاریخ کو ریکوزیشن فائل کیا گیا تھا۔اس کے بعد یہ اسمبلی کا اجلاس آیا تو جو نکات اس میں تھے جو ہم نے اٹھائے تھے اپنے ریکوزیشن کے فارم میں ان پر بحث ہونی تھی اور اسی پر یہ اجلاس ہمارے خیال میں تو وہی تھا یہ routine کا اجلاس ہے اس کا ذکر بھی نہیں کیا گیا میں سمجھتا ہوں کہ یہ سیکرٹری صاحب کا بھی فرض تھا اور آپ کی اسمبلی کی بھی ذمہ داری تھی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اصل میں ملک صاحب وہ عدالت میں جو چل رہا ہوں تو اس پر اسمبلی میں ہم لوگ بحث نہیں کر سکتے اس حوالے سے ہم لوگوں نے اس کو کیا۔

قائد حزب اختلاف: نہیں اب ہم نے اس میں،کئی باتیں تھیں جو کئی نہیں تھیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بس وہ عدالت میں ہیں جس پر معاملات۔۔۔

قائد حزب اختلاف: بہر حال ہم نے جن نکات پر لیا وہ تو الحمدللہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: sub judice ہے۔

قائد حزب اختلاف: sub judice اب نہیں رہا کل سپریم کورٹ نے first time اللہ کا کرم ہوا ہم سپریم کورٹ کو جتنا خراج تحسین پیش کریں کم ہے۔انہوں نے نظریہ ضرورت کو مکمل طور پر دفن کیا اور قانون اور آئین کی بالا دستی کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف آئین کا ساتھ دیا اور اس کے حلف کا ساتھ دیا جس کا ہم سب نے یہاں بیٹھے ہوئے لوگوں نے بھی لیا۔قومی اسمبلی والوں نے بھی لیا اور جتنے وزراء ہیں Speakers ہیں یا President اور Prime Minister ہیں ان سب کا یہ حلف ہے کہ آئین کا تحفظ کیا جائے گا اور آئین کی بالا دستی قائم کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ملک صاحب اب خیر سے کارروائی کی طرف آتے ہیں۔

قائدحزب اختلاف: میں یہ عرض کر رہا تھا کہ first portion تو چونکہ اس اسمبلی کا تعلق بھی آئین سے ہے یہ بھی legislative assembly ہے قانون سازی سے اس کا تعلق ہے آئین کی بالا دستی اور آئین کے تحفظ سے اس کا تعلق ہے آئین کا حلف یہ جتنے ممبرز بیٹھے ہوئے ہیں۔ان سب نے یہ حلف اٹھایا ہے کہ اس آئین اور نظریہ پاکستان اور ان سب چیزوں کا تحفظ کیا جائے گا۔تو یہ ایک chapter close کر دیا آئین شکنی کا سپریم کورٹ نے اور صرف اور صرف آئین کی بالا دستی کو مدنظر رکھتے ہوئے ٹھیک اسی جگہ سے جہاں سے آئین شکنی شروع ہوئی ان تمام اقدامات کو کلعدم قرار دیا۔تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس آئین کو اور قوت دینے کے لیے اس آئین کی تقویت بڑھانے کے لیے میں ایک قرارداد کی شکل میں ہو یا میں بنا کر دوں آپ جیسے کہ اس میں ملوث جو تین، چار character ہیں ان کے خلاف law اور constitution کی جو آئین کی آئین شکنی کے جو اقدامات ہیں اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے اور یہ قرارداد اس اسمبلی سے پاس ہو جائے تو اس کا یہ فائدہ ہوگا کہ آئندہ کوئی بھی شخص آئین شکنی کا تصور بھی نہیں کریگا اور جس طریقے سے مذاق ہو رہا ہے آئین کے ساتھ قانون کے ساتھ اور جس طرح ڈرامے رچائے جا رہے ہیں یہ سارے ختم ہوں گے تو میری گزارش ہوگی جناب کی اجازت ہو تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس آئین شکنی کے دوران جو character ہیں ان کے خلاف تعزیرات پاکستان کے تحت بھی ان کے خلاف مقدمات درج ہونے چاہئیں 124-123-122 ملک کے ساتھ ناجائز کرتے ہیں اور اسی طرح جو constitution کا آرٹیکل 6 ہے اس کے تحت بھی ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے تاکہ آئندہ یہ constitution محفوظ رہے۔thabk you

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ملک صاحب۔جی ثناء بلوچ صاحب۔

جناب ثناءاللہ بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم،شکریہ جناب اسپیکر۔جناب اسپیکر صاحب! کل رات کو افطار کے بعد، یہ بابرکت مہینہ ہے۔اس مہینے میں پاکستان کیا اس آئین کو جس کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور کہا جاتا ہے۔تین اپریل کو اس پر ایک ایسا وار ہوا۔اس رمضان کے مہینے میں کہ پوری دنیا حیرت میں رہ گئی اور بالخصوص پاکستان کی جمہوریت پسند اور آئین پسند جو بھی سیاسی جماعتیں ہیں اقوام ہیں قومیں ہیں وہ سب دھنگ ہو کر رہ گئیں کہ تین اپریل کو نہ صرف آئین کی تمام جو شقیں ہیں یا آرٹیکل ہیں ان کو بیک جنبش رولنگ اگر بیک جنبش قلم ہوتا تو اچھی بات تھی بیک جنبش رولنگ نہ صرف آئین کی تخفیف کر لی گئی بلکہ تخفیف کے ساتھ پاکستان کو مسلسل بہت بڑی گہری کھائی کی طرف لے جایا گیا۔تین اپریل کے اس فیصلے نے بعد میں اسمبلیوں کی تحلیل پاکستان میں

کی جانے کی کیفیت پاکستان کی معیشت کو تباہ و برباد کر دیا ڈالر کی قدر میں انتہا درجے کا اضافہ لوگوں میں ایک اضطراب کی صورتحال پیدا کر دی وہ ایک ایسا واقعہ تھا ساری اسمبلیاں اس green book کی وجہ سے قائم و دائم ہیں، جس کو دستور پاکستان کہا جاتا ہے۔لیکن جب آرٹیکل 5 کا استعمال کیا گیا جس میں شہری کا ریاست کے ساتھ تعلق یا شہری کی ریاست کے ساتھ loylaty اس کی وفاداری کا ذکر کیا ہے اس کو بہانہ بنا کر قومی اسمبلی میں 197 کے قریب ممبران کو غدار قرار دیا گیا ہے۔

اس میں آپ کے اقابرین بھی بیٹھے ہیں اس میں جمیعت علماء اسلام کے اقابرین بھی بیٹھے ہیں اس میں بلوچستان نیشنل پارٹی کے اکابرین بھی ہیں اس میں مسلم ن کے اکابرین بیٹھے ہیں اس میں پیپلز پارٹی کے اکابرین بیٹھے ہیں۔اس میں BAP کے اکابرین ہیں تمام سیاسی جماعتوں کے اکابرین اس ایوان میں بیٹھے ہوئے تھے۔تو آج اس اسمبلی کے توسط سے پہلے تو وہ جو رولنگ دی گئی گو کہ پاکستان کل رات کو ساڑھے سات آٹھ بجے پاکستان کے اعلی عدلیہ نے ایک تاریخ ساز فیصلہ کرتے ہوئے اس رولنگ کو بیک جنبش قلم پاکستان کی تاریخ سے ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا اور شاید کسی میں یہ جرأت نہ ہو کہ آئندہ پاکستان کے آئین کو ایک رولنگ کے ذریعے سے تلف کریں۔

آئین خواہشات اور فرمائشات کی بنیاد پر نہیں بنتا۔آئین ایک mechanism کے تحت کام کرتے ہیں اور وہ جو اس کے بعد سپریم کورٹ نے اعلی عدلیہ نے تاریخی اپنا کام کر دکھایا۔لیکن اسمبلی کے توسط سے بھی میں یہ سمجھتا ہوں ہم بلوچستانیوں کا سر شرم سے جھک گیا کہ آئین شکنوں میں ہمارا شمار نہیں ہونا چاہیئے تھا۔بلوچستان کی جو بھی ہماری ساری سیاست اور جدوجہد اور تاریخ آئین کی علمبرداری اور آئین پر سر کٹانے کے حوالے سے وہ ہمیشہ تاریخ میں لکھا گیا ہے ہمارا نام بلوچستان والوں کا چاہیئے ہم اعلیٰ عدلیہ میں بیٹھے ہوں چاہیئے ہم سیاست کر رہے ہوں۔چاہیئے ہم سڑکوں پر جدوجہد کر رہے ہوں یا اسمبلیوں میں بات کر رہے ہوں ہم نے ہمیشہ آئین کی بالادستی کی بات کی ہے میں سلام پیش کرتا ہوں۔پاکستان کے judiciary کو سپریم کورٹ کو اس نے تاریخ ساز فیصلہ دیا ہے پانچ معزز جج صاحبان نے جو فیصلہ دیا ہے۔یقیناً وہ پاکستان میں ایک تاریخ تھی، دستور کی تعظیم اور دستور کی تقریم کے حوالے سے بہت اہم فیصلہ ہے اس دستور نے پاکستان کو جوڑے رکھا ہے اور بلخصوص جن وجوہات کی بنیاد پر غدار قرار دیا گیا۔میں ان مسائل میں جانا نہیں چاہتا ہوں۔

جناب والا! آپ کو پتہ ہے کہ سابقہ وفاقی حکومت جو دوبارہ سپریم کورٹ کی مرہون منت سے بحال کر دیا گیا ہے اس نے پاکستان کو ساڑھے تین سال میں سوائے جھوٹے خوابوں کے، جھوٹ کے پاکستان کے

سیاسی کلچر کو پراگندہ کرنے کے لوگوں پر وفاداری اور غداری کے سرٹیفکیٹ بانٹنے کے بے روزگاری معیشت کو تباہ و برباد کرنے گھی، دالیں، چینی اور چاول کی قیمتوں میں چار سو سے پانچ سو فیصد اضافے کے بجائے اس وقت جو حکومت ہے سپریم کورٹ کے مرہون منت سے قائم ہے یہ پاکستان کے عوام کو کچھ نہیں دے سکا۔اور بالخصوص بلوچستان کے ساتھ جو زیادتیاں وفاقی حکومت نے کی تھیں اس میں بلوچستان کے عوام کا روزگار چھینا گیا۔آپ کو یاد ہوگا یہاں ہم سرحدوں کی بندش کے حوالے سے بات کرتے تھے۔چمن میں گری ہوئی لاشوں کی بات کرتے تھے۔بلوچستان میں بے روزگاری کی بات کرتے تھے ہمارے اسپتالوں کی بات کرتے ہیں اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ساڑھے تین سال میں سب سے بڑے وسائل کی وحدت بلوچستان کے مسائل پر بھی کسی قسم کی توجہ نہیں دی گئی۔کہا جاتا ہے کہ جی بیرونی سازش ہے۔ایسی حکومت جو اپنے لوگوں سے نان شبیہ چھینے ایسی حکومت جو چینی ،دالیں، گھی اتنے مہنگے کردے کہ لوگ مٹی کھانے پر مجبور ہو ایسی حکومت کے لئے ان غریبوں کی بددعائیں کافی ہیں بیرونی سازش کی ضرورت نہیں ہے۔میں آپ کو ایک مثال دونگا جب بیرونی سازش کی بات ہورہی تھی۔حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے حوالے سے جو غلیظ کارٹون بنائے گئے۔فرانس میں پوری قوم یہاں متحد اور متفق ہوئی سڑکوں پر احتجاج ہوا لاشیں گریں۔عوام نے صرف ایک مطالبہ کیا کہ سفیر کو، جو فرانس کے سفیر ہے اس کو ملک بدر کردیں۔لہٰذا یہاں عوام کے دلوں کی تسلی ہوگی۔تسکین ملے گا۔

جناب والا! اس حکومت نے ہماری خواہش ہماری دلی محبت جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ ہے اس کی خیالداری کرتے ہوئے فرانسی سفیر کو نکال دیا۔اس وقت تو کہا جاتا تھا کہ ہماری معیشت تباہ ہوگی ہمارا کاروبار خراب ہوگا۔یورپی یونین سے ہمارے تعلقات خراب ہونگے ہم ایسے فیصلے نہیں کرینگے۔ایک فرانسیسی سفیر کو نکالا نہیں گیا۔جب عدم اعتماد کی تحریک آئین کی آرٹیکل 95 کے تحت ان کے خلاف ٹیبل کی گئی۔اس کے بعد ایم کیو ایم کے پاس گئے۔مسلم لیگ ق کے پاس گئے۔BAP کے پاس گئے۔ہر کسی کو منت کرتے رہے اپنی حکومت بچانے کے لئے جب یہ تمام منتیں رائیگاں گئیں تو پھر دنیا کے سامنے کہتے ہیں کہ امریکہ نے میرے خلاف سازش کی۔ان کی موجودہ حکومت میں 7 کے قریب ممبران ان کی cabinet میں بیٹھتے ہیں ان کا تعلق بیرونی ملک سے ہے۔بشمول ان کے جو وقت کے نیشنل سیکورٹی کے Advisor ہیں معید یوسف صاحب ان کا تعلق امریکن نیشنل سے ہے۔آپ ایک امریکن نیشنل کے ذریعے سے پاکستان کی قومی سلامتی کی پالیسی بناتے ہیں لیکن آپ کہتے ہیں کہ امریکہ میرے خلاف سازش کررہا ہے۔جناب والا! انھوں نے جو بیانیہ پاکستان کے اندر متعارف کروایا ہے یہ بیانیہ پاکستان کو مزید تقسیم کرنے کا باعث بنے گا یہ پاکستان پہلے سے ہی معاشی معاشرتی بے انصافی کی بنیاد پر

تقسیم کر کے آ رہا ہے سیاسی بنیادوں پر تقسیم کر کے آ رہا ہے لہٰذا ان کے اس عمل نے پاکستان کو مزید تقسیم کی جانب لے گیا ہے۔ میں اس اسمبلی کے توسط سے آج اپنے تمام معزز اراکین کی موجودگی میں اس اسمبلی کے توسط سے پاکستان کی اعلیٰ عدلیہ کو پاکستان کے آئین کے مطابق اسمبلیوں کی بحالی اور پاکستان میں قانون کی حکمرانی اور دستور کی حکمرانی بحال کرنے پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

لیکن جناب والا! ساتھ میں یہ بھی مطالبہ کرتا ہوں کہ ہم بلوچستان کے عوام آئین پر عمل درآمد کے حوالے سے ہمیشہ بولتے رہتے تھے۔ آئین کے آرٹیکل 172 کی شق نمبر 3 کے تحت ہم سمجھتے ہیں بلوچستان کے وسائل پر ہمارا حق ہے جسکو وفاقی حکومت نے ہمیشہ ضبط کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس میں ریکوڈک اور سینڈک شامل ہیں۔ لہٰذا یہ سپریم عدالت آئین کی اس شق پر بھی عمل درآمد کو یقینی بنائے۔ ہم اس سپریم عدالت سے ان کو خراج تحسین پیش کرنے کے ساتھ یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 8 سے لیکر 28 تک بنیادی انسانی حقوق کی بات کی گئی ہے رمضان کے مہینے میں دسترخوان پر افطاری کے وقت مائیں آنسوں بہاتی ہیں، ان کے بچے دسترخوان پر موجود نہیں ہیں یہ لاپتا کرنے کا سلسلہ کو پاکستان میں ختم ہو جانا چاہیئے۔ اور جس طرح سپریم عدالت نے اس طرح کی رولنگ اور وفاقی حکومت کی بادشاہی کو یا بدمعاشی کو ختم کرنے کی ایک روایت ڈالی ہے میں اپیل کرتا ہوں کہ اس رمضان کے مہینے میں کو دیکھتے ہوئے بلوچستان میں جو بھی یہ پریکٹس آئین اور قانون سے ماورا ہو رہی ہے ان تمام پریکٹسز کو ختم کیا جائے۔ لاپتہ افراد کو آئین اس کی اجازت نہیں دیتا ان کو واپس لیا جائے۔ عمران خان نے نہ تو لاپتہ افراد واپس لائے۔

یہ جناب والا! بلوچستان کے لوگ امریکن نیشنل نہیں ہیں یا امریکن شہری نہیں ہیں۔ جن کے ساتھ زیادتیاں کی تھیں۔ تو آج اگر پاکستان کے لوگوں نے تبدیلی کی بات کی ہے آئین کی آرٹیکل 95 کے تحت کل انشاءاللہ قومی اسمبلی کا اجلاس ہو گا ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں سردار اختر جان مینگل صاحب کو مولانا فضل الرحمٰن صاحب کو شہباز شریف صاحب کو اور نیشنل عوامی پارٹی کے حیدر ہوتی صاحب، بلاول بھٹو صاحب، آصف علی زرداری ان تمام اکابرین نے آئین کے دفاع کے حوالے سے۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کارروائی کی طرف آتے ہیں۔ وقفہ سوالات

جناب ثناءاللہ بلوچ: جناب اسپیکر! آئین کے دفاع کے حوالے سے جوانھوں نے کوشش کی ہم سب کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں بلوچستان اسمبلی کے توسط سے اور امید رکھتے ہیں کہ بلوچستان کے گم شدہ حقوق ہیں آئین کے حوالے یہ تمام اقابرین آنے والے چھ مہینے میں بلوچستان کے گم گستہ حقوق ہیں آئین کے حوالے سے یہ تمام

اکابرین آئین کے مطابق بلوچستان کے عوام کو آگاہ کرنے کی کوشش کرینگے۔شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کارروائی کی طرف آتے ہیں۔وقفہ سوالات

جناب ڈپٹی اسپیکر: نصراللہ خان زیرے صاحب اپنا سوال نمبر 509 دریافت فرمائیں۔نہ نصراللہ زیرے ہے نہ خزانہ منسٹر ہے میرے خیال سے اس کو ڈیفر کرتے ہیں۔وزیرداخلہ صاحب بھی چھٹی پر ہیں آج،سوالات تو ہوم اور خزانہ سے related ہیں۔تو میرے خیال سے سارے سوالات کو ڈیفر کردیتے ہیں اگلے اجلاس کیلئے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: سیکرٹری صاحب!رخصت کی درخواستیں پڑھیں

جناب طاہر شاہ کاکڑ(سیکرٹری اسمبلی): نواب محمد اسلم خان رئیسانی صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا رواں اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نواب ثناءاللہ زہری صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا رواں نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار یار محمد رند صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نوابزادہ میر نعمت اللہ زہری صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کے نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر ضیاءاللہ لانگو صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کے نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب قادر علی نائل صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کے نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ملک نصیر احمد شاہوانی صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کے نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ زینت شاہوانی صاحبہ نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب نصراللہ خان زیرے چونکہ وہ آج نہیں ہیں یہاں تو ان کی قرارداد بھی اگلے اجلاس کیلئے ڈیفر کی جاتی ہے۔

سیّد احسان شاہ (صوبائی وزیر برائے صحت): جناب اسپیکر point of order

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

صوبائی وزیر برائے صحت: جناب اسپیکر! بڑی مہربانی میں جناب اپوزیشن اور حکومتی بینچوں کی جانب ایک مسئلے پر مسئلہ تو نہیں ہے ایک جو بلدیاتی الیکشن ہونے جا رہا ہے ہمارے صوبے میں جناب! الیکشن کمیشن نے اعلان کیا ہے یہ اگلے مہینے کی 29 یا end تک۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شاہ صاحب! اس کیلئے monday کو قرارداد جمع کی گئی ہے میرے خیال monday والے دن پھر اس پر جو ہے۔۔۔

صوبائی وزیر برائے صحت: قرارداد جمع ہوئی ہے سر! میرے علم میں نہیں تھا تو اچھی بات ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جو اراکین بات کرنا چاہیں پھر monday والے دن ان کو موقع دیا جائیگا مٹھا خان کاکڑ اُردو میں بات کریں۔ اراکین کو سمجھائیں کیا کہنا چا رہے ہیں۔ کھڑے ہو کر بات کریں۔ جی جناب ثناء بلوچ صاحب آپ اپنی قرارداد نمبر 141 پیش کریں۔ جی زمرک خان اچکزئی صاحب آپ نے کہا میں point of order پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر برائے خوراک): جناب اسپیکر صاحب! شکریہ حقیقت میں اپوزیشن لیڈر اور ثناء صاحب نے بھی بات کی۔ ہم لوگ اس لئے اس پر یہ 3 اپریل کو جو واقعہ ہوا تھا۔ اس پر بات کرتے ہیں کہ یہ ہماری ذمہ داری ہے، اور ہم یہاں منتخب ممبر کی حیثیت سے اگر اپنے ملک کی اور اپنے صوبے کے حالات

پر اور آئین کی بالادستی پر بات نہ کریں تو حقیقت میں یہ ظلم ہوگا وہ اسلئے کہ ہم نے بھی جیسے اپوزیشن نے بھی ایک قرارداد کل جمع کی تھی کہ یہ عدالتی معاملہ ہے اُس پر آپ لوگوں نے اسمبلی نے اس قرارداد کو نہیں لیا۔

ہماری پارٹی کی طرف سے بھی ہمارے چار ممبر کی طرف سے بھی ہم نے اس پر آئین کی شکنی اور آئین کی خلاف ورزی ہوئی ہے اُس پر ہم نے جمع کی۔ مَیں آپ کو حقیقت بتاؤں آرٹیکلز تو ہوتے ہیں آئین جو وہ بہت بڑی عزت رکھتے ہیں پاکستان کے آئین میں اور آئینی جو تقاضے ہیں اُس کو پورے کرنے میں ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس کی حفاظت کریں۔ آئین کی حفاظت خود نہیں ہوتی ہے۔ آئین بن جاتا ہے اور ہم ہی بناتے ہیں۔ اسمبلی بناتے ہیں اور آئین کی حفاظت کرنا ہماری ذمہ داری ہوتی ہے۔ یہاں جو ہم منتخب نمائندے ہوتے ہیں یہ جتنے بھی ادارے ہوتے ہیں پاکستان میں وجود رکھتے ہیں اُن کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ آئین کی حفاظت کریں اگر کوئی آئین کو توڑتا ہے، آئین کے ساتھ غداری کرتے ہیں۔ تو آئین میں اُن کی سزا بھی موجود ہوتی ہے۔ حقیقت میں 3 اپریل کو جو ایک واقعہ ہوا میں آپ سے اس پر معذرت چاہتا ہوں کیونکہ آپ بھی شاید اس پر محسوس کریں لیکن مَیں اپنی پارٹی کے حوالے سے اور ایک ملک کے ایک باشندے کے ایک فرزند بلوچستان یا پاکستان کے حوالے سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ اُس دن جو اسمبلی میں ہوا ایک عجیب سی صورت حال تھی کہ مسترد کرنا عدم اعتماد کو ڈپٹی اسپیکر عجیب حالت میں اُس کو مسترد کرتے ہیں اور پھر دس منٹ کے بعد وزیراعظم اپنا خطاب کرتے ہیں اور خطاب میں مبارکباد بھی دیتے ہیں کہ جی ایک بیرونی سازش تھی ابھی بیرونی سازش تو ہمیں بھی کسی کو یہاں بیٹھے ہوئے جتنے بھی ہمارے معزز ممبران ہیں کسی کو پتہ نہیں ہے کہ کیسی بیرونی سازش تھی۔ اور اُس کو بنیاد بنا کے اسمبلی کو تحلیل کرنا ہم نے تو نہ آرٹیکل کو پڑھا ہے اور نہ آئین کو پڑھا تھا نہ آرٹیکل 5 کو اور نہ آرٹیکل 68 کو پڑھا ہے لیکن ہم نے جو ٹی وی پر دیکھا تو ہمیں عجیب سا لگا کہ یہ تو بالکل غیر آئینی اقدام ہے۔ جو اُس نے اُٹھایا دیکھیں مَیں آپ کو ایک چیز بتاؤں یہ پاکستان کی سیاست میں آپ تین یا چار سال سے ایک پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ مَیں آپ کو بتاؤں کہ اس پارٹی نے ہمارے روایات کو کتنا پامال کر دیا۔ ہماری اس سیاست میں کتنی تبدیلی آگئی۔ تبدیلی آئی کہ ہماری سیاست میں گالی گلوچ پر آ کے ہم نے اپنی روایات کو پامال کر دیا۔ ہم ایک دوسرے کو اتنی اُونچ نیچ دکھاتے ہیں کہ ہم اپنے خاندانی ذاتی لیول تک جاتے ہیں یہاں تک کہ ہمارے خاندان میں مداخلت ہوتی ہے اور سیاست اتنے نیچے لیول پر آگئی کہ گالیاں دینا ایک دوسرے کو لقب دینا۔ ایک دوسرے کو لیڈرشپ کو اُنکی عزت کو پامال کرنا۔ یہ سیاست عجیب سے موڑ پر آگئی۔ اس طرح ان چیزوں کو ہم نے دیکھا کہ یہ نہیں ہونی چاہیے تھی۔ آئین تو بہت اوپر کی بات ہے آپ اگر پاکستان کی سیاست میں دیکھ لیں کہ ہم نے سیاست کو کہاں تک لا کے کھڑا کر دیا۔ خواہشات

پر کھڑی کر دی، خواہشات پر سیاست نہیں ہوتی ہے یہاں جو ہے آئین کو دیکھیں آپ سیاست کرتے ہو۔آپ یہاں مشکلات کو حل کرنے کی کوشش کرو گے تو تب سیاست ہوتی ہے۔آپ یہاں مسائل کو حل کرو گے تو تب سیاست ہوتی ہے۔یہ نہیں ہے کہ مَیں کرسی پر بیٹھ کر اپنے احکامات جاری کروں۔آج اسمبلی ختم اور کل اسمبلی بحال۔آج آئین کو پامال کر دیا کل آئین کو ہم بنا دیتے ہیں یہ کونسا طریقہ کار ہے۔

یہ کس طرح سے جناب اسپیکر! ہوتا ہے کہ آپ نے ماضی میں دیکھا ہوگا۔اُن لوگوں کا کیا حشر ہوا جنہوں نے یہاں مارشل لاء لگایا تھا۔جس نے یہاں ایمرجنسی لگائی۔جو یہاں خواہشات کے نظریے کے مطابق 1955ء سے لیکے یہاں پاکستان کے آئین کو توڑا۔اور یہاں مختلف قسم کی وہ قومی حکومتیں بنائیں۔اُن کا کیا حشر ہوا اسی لئے ہمارے ملک میں آج تک وہ رویہ جو ہے اپنایا جا رہا ہے۔یہاں زبردستی کی بنیاد پر وہ سیاست کی جاتی ہے۔زبردستی کی بنیاد پر سیاست نہیں ہوتی ہے۔

جناب اسپیکر صاحب! یہاں عوام کے جذبات کو لے کے سیاست کی جاتی ہے۔ہم نے یہاں دیکھا ٹی وی پر بیٹھ کے جی اسمبلی تحلیل کر دی اور دو مہینے میں الیکشن کرواتے ہیں تو اس طرح تو نہیں ہوتا ہے جناب اسپیکر !مَیں اپنی پارٹی کی طرف سے اور ہم نے ہمیشہ اس کی مذمت کی ہے۔ہم نے مارشل لاء کی مخالفت کی ہم نے مارشل لاء کے کوڑے کھائے، ہم نے شہادتیں دی ہیں۔اس بنیاد پر کہ پاکستان میں آئین کی بالادستی ہو۔آئین کو نہ چھیڑا جائے اگر ہماری عدلیہ نے جو کل فیصلہ کیا مَیں تو فخر سے کہتا ہوں کہ ہماری کم از کم عدلیہ اتنی آزاد ہے کہ اُس پر کسی کی تسلط نہیں ہے اُسکو آج تک کسی نے دبایا نہیں ہے کیونکہ آج وہ پاکستان کے عوام پوری دنیا میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے سپریم ادارے جو ہیں وہ آج بھی ایسے فیصلے دے سکتے ہیں کہ وہ نہ کسی پارٹی کے دباؤ میں آتے ہیں نہ کسی کے جذبات میں آتے ہیں بلکہ وہ اپنی آئین اور قانون کی بالادستی کے لئے جو اُنہوں نے فیصلہ کیا ہے وہ اُسکو ہم سرخم تسلیم کرتے ہیں۔اس بنیاد پر مَیں سپریم کورٹ کے فیصلے کو مبارکباد بھی پیش کر سکتا ہوں اور داد دیتا ہوں پورے عوام کو اپنی پارٹی کو کہ آج جو اُنہوں نے فیصلہ کیا یہ پاکستان کے عوام پورے 22 کروڑ عوام کے خواہشات تھے۔کہ یہ جو فیصلہ ہے بلکہ اُس کی اپنی پارٹی ہے وہ بھی اُس پر یہ کہتا ہے کہ یہ کیسا فیصلہ ہوا۔یہ ٹھیک ہے نوجوان لوگ جو ہیں روڈوں پر نکلتے ہیں کہ ہم نے دس لاکھ لوگوں کو جمع کر دیا۔ہم نے پانچ لاکھ لوگوں کو جمع کر دیا۔کس لئے جمع کر دیا آپ نے اسلئے جمع کر دیا کہ آپ آئین کو تھوڑ رہے ہو۔آپ الیکشن کی بات کر رہے ہو۔کس بنیاد پر کر رہے ہو۔آپ عدم اعتماد جو پیش ہوتی ہے، عدم اعتماد کے بعد آپ پابند ہوتے ہو آپ کوئی آرڈر ایشو نہیں کر سکتے ہو۔نہ آپ کسی کو مسترد کر سکتے ہو۔نہ آپ کسی کو لے سکتے ہیں۔آپ تو پابند تھے، آپ نے تو آ کے یہ

جمہوری عمل اپناتے تو مَیں کہتا ہوں کہ عمران خان کے شاید انکی گراف اور بھی اوپر چلے جاتے۔

لیکن انہوں نے ایسا غیر آئینی عمل کر کے میرے خیال سے وہ اپنے جو کیئے ہوئے تھے وہ سارے اس نے ختم کر دیئے کیونکہ لوگ تو دیکھتے ہیں نوجوان پر تو ملک نہیں چلتا نوجوان تو سفیر ہیں وہ تو ہمارا مستقبل ہیں۔ان کو تو ہم نے آگے لانا ہے لیکن یہاں جو پولیٹیکل فگر بیٹھے ہوئے ہیں ہماری لیڈر شپ بیٹھی ہوئی ہے ان کو کس کس طریقے سے انہوں نے کیا کیا نام دیئے۔کیا کیا لقب دیئے۔کیا کیا گالیاں دیں۔یہ سیاست تو نہیں ہوتی ہے تو اس بنیاد پر میں یہ جو کل کا فیصلہ آیا اپنی judiciary کو سلام پیش کرتا ہوں اور مبارک باد دیتا ہوں اور اُمید رکھتا ہوں۔کہ ہم تو ایک کارکن کی حیثیت سے میں کہہ سکتا ہوں، میں تو کوئی لیڈر نہیں ہوں ایک پارٹی کا کارکن ہوں یہاں بیٹھا ہوں کہ ہم ملکر اس آئین کی بالا دستی کو پامال کرنے نہیں دیں گے اور آئین کی بالا دستی جو ہے ان کو رکھنے دیں گے۔اور کوئی بھی ہے اور آخر میں یہ بھی مطالبہ کرتا ہوں کہ جس نے آئین کو توڑا ہے میں کسی کا نام نہیں لوں گا جس نے یہ غداری کی ان کو سزا ملنی چاہیے کہ آئندہ کوئی ایسا قدم نہ اٹھائے کہ وہ کل آئین کی جو ہے خلاف بات کرے اور آئین کے توڑنے کی بات کرے شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ زمرک خان اچکزئی صاحب۔جی ثناء بلوچ صاحب۔

جناب مکھی شام لعل: شکریہ اسپیکر صاحب! اللہ تعالیٰ کے فضل کرم سے قومی اپوزیشن اسمبلی آج عدالت آجائے کہ معزز جج صاحبان کی تاریخی فیصلے نے پاکستان کا وقار بلند کر دیا ہے۔انشاءاللہ آئین شکنی ہمیشہ کے لئے دفن ہوگئی۔اس تاریخی فیصلے سے میں قوم کو مبارکباد دیتا ہوں۔اس موقع پر اپنے قائد حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور تمام قائدین بلاول صاحب، سردار اختر مینگل صاحب۔شہباز شریف صاحب سب جمہوریت کے لئے قائدانہ جدوجہد کو سلام پیش کرتا ہوں۔انکی بہادری ہمت کے ساتھ قائدانہ فیصلوں سے آج ہم بداخلاق، یوٹرن، سلیکٹیڈ وزیراعظم اور اسکی منافق ٹیم سے پاکستان کی عوام کو آزادی مل رہی ہے۔میں پوری اپوزیشن، قومی اسمبلی پاکستان سے امید کرتا ہوں کہ اپنی اطاعت کو مضبوطی کے ساتھ تھام کر اب پاکستان کے عوام کی صدق دل سے خدمت کریں گے۔اور ملک کو معاشی بحران سے نکالیں گے جو اس نااہل ٹیم کی وجہ سے نقصان پہنچا آخر پاکستان کی عدلیہ عدالت کے جج صاحبان کو اس تاریخی فیصلے پر میں سلام پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ بلوچستان کے مسائل کی طرف بھی ہمیشہ یہ عدالتیں اس قسم کے فیصلے دیں گے جس سے ہمارے لوگوں میں بے چینی پائی جاتی ہے پاکستان زندہ باد۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ثنا بلوچ صاحب قرارداد پیش کریں۔جی احمد نواز بلوچ صاحب۔

جناب احمد نواز بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔شکریہ جناب اسپیکر! قائد ایوان تو آج نہیں ہیں۔ ہمارے قائد حزب اختلاف نے جو تحریک پیش کی اور اسکے ساتھ ثناء بلوچ اور ہمارے دوسرے دوستوں نے بالکل آئین شکنی کی جو ملک میں ایک روش چلی جس طریقے سے ہمارے اعلیٰ عدلیہ نے اس پر فیصلہ دیکر ایک تاریخ رقم کی جناب اسپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہماری عدالتیں ایسی آزاد ہوں تو بلوچستان میں جتنے بھی لاپتہ افراد ہیں ان کے بھی کیسز انہی عدالتوں میں چلیں جہاں فیئر اور ایماندار جج بیٹھے ہوں۔

جناب اسپیکر! بلوچستان کے موجودہ حالات اور اس سے پہلے یا خان صاحب کی جو گورنمنٹ آئی تو اس میں بلوچستان کے ساتھ جو روش رکھا۔اور اس نے میرے خیال راتوں رات یا ایسے خواب دکھائے عوام کو تبدیلی کے نام پر۔وہ تبدیلی ہم نے تو نہیں دیکھی بہر حال اس کے صفوں میں جو دوست ہیں جو ہمارے یہاں بھی اس ایوان کے ممبرز بھی ہیں۔ان کے تھرو جو ہم سنتے تھے ہمیں ابھی ہنسی بھی آرہی ہے کہ انہوں نے اس ایوان میں بڑی بڑی باتیں کیں ہمارے دوستوں نے جناب اسپیکر صاحب! کہ ہمارے خان صاحب یہ کریں گے ہمارے خان صاحب وہ کریں گے ہمارے خان صاحب یہ کریں گے وہ کب کریں گے ڈیڑھ دن تو اس کے ساتھ بچے ہیں ٹوٹل وہ خان صاحب میرے خیال سے پیرا شوٹ کے through ہمارے لئے وہ چیزیں لے آئیں گے کیونکہ روزہ ہے تھوڑا سا میں نے کہا کہ آپ ساروں کی بوریت تھوڑی ختم ہو جائے خان صاحب ہمیں سمجھ نہیں آرہی ہے میں یہ کروں گا خالی انگلیاں اس کے دیکھتے گئے ہم لوگ خدا کرے اس ملک میں ایسے ججز آئیں جو اس بغض معاویہ یا اس دجال خان صاحب کو انہوں نے راستہ تو دکھا دیا جناب میں انہی ججوں سے توقع کرتا ہوں کہ ہمارے دیگر صوبوں میں جو ہمارے بچے پڑھ رہے ہیں انکی profiling ہو رہی ہے ہمارے سٹوڈنٹس کی اس میں بلوچستان کے مختلف زبانوں کے دولڑ کے جو پڑھ رہے ہیں انکی پروفائلنگ ہو رہی ہے تو میں آج اس ایوان کی توسط کی اس کی مذمت بھی کرتا ہوں کہ اعلیٰ عدلیہ ہمارے مسنگ پرسن کے جتنے بھی کیسز ہیں ان کا بھی جلد سے جلد فیصلہ کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ احمد نواز بلوچ صاحب۔

جناب احمد نواز بلوچ: تاکہ وہ اس عید کو اپنے گھروں میں آکر اپنی ماں اور بہن بھائیوں کے ساتھ عید منائیں۔بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ اصغر علی ترین صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! جناب اسپیکر صاحب جیسے دوستوں نے ذکر کیا کل عدلیہ نے جو فیصلہ دیا. اور اس کو ہم خوش آمدید کہتے ہیں اور فیصلے سے جناب اسپیکر صاحب یہ چیز ثابت ہوگئی ہے کہ

عدلیہ آزاد ہے اور اس ملک میں قانون کا بول بالا ہوگا۔

جناب اسپیکر صاحب تحریک عدم اعتماد پہلی دفعہ نہیں آئی ہے 70 سال میں بہت سے وزیراعظم کے خلاف بہت سی حکومتوں کے خلاف تحریک عدم اعتماد آئی ہے لیکن ان لوگوں نے اس تحریک عدم اعتماد کا سامنا کیا ہے۔ بدقسمتی سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ نابالغ شخص ہم اسے کہہ سکتے ہیں یا غیر سیاسی پارٹی ہم اسے کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے ایک ایسا کھیل رچایا کہ پوری دنیا نے پاکستان کا تماشہ دیکھا پوری دنیا یہ تماشا دیکھتی رہی ہے کہ جب ڈپٹی اسپیکر صاحب نے رولنگ دی کہ یہ عدم اعتماد ملتوی کردی ہے reject کردی ہے ایک بیرونی سازش کے تحت کہ امریکہ اس میں شامل ہے اور تمام یہ سیاسی پارٹیاں جو ہیں نہ ایک بیرونی ایجنڈے کے تحت یہ عدم اعتماد لیکر آئے ہیں۔

جناب اسپیکر صاحب کیا ہم یہ سوال کرسکتے ہیں؟ کہ جو گورنر پنجاب کو ہٹایا گیا ہے وہ بھی ایک امریکہ کے ایجنڈے کے تحت ہٹایا گیا ہے وہ بھی کیا بیرونی سازش تھی جو آپ نے وزیراعلیٰ پنجاب کو ہٹایا ہے کہ وہ بھی بیرونی سازش تھی یا جو آپ کی اپنی پارٹی کے لوگوں نے آپ کو چھوڑا اور آپ کو خیر باد کہا آپ کی پارٹی کو خیر باد کہا اس میں بھی امریکہ اس میں شامل ہے تو جناب اسپیکر صاحب! ایک کھیل رچایا گیا ایک تماشہ لگایا گیا اور ایک رولنگ دی گئی ہے جو عدم اعتماد ہے اس کو خارج کیا گیا ہے لیکن جناب اسپیکر صاحب! تمام سیاسی پارٹیوں کا رخ جو ہے نہ وہ عدلیہ کی طرف گیا اور کل عدلیہ کا فیصلہ آیا بڑا خوش آئند ہے۔

جناب اسپیکر صاحب ساڑھے تین سال ہوگئے ہیں اس وفاقی حکومت کو عمران خان صاحب کی حکومت کو وجود میں آئے ہوئے کبھی کہتے ہیں کہ میں دس لاکھ نوکریاں دوں گا کبھی کہتے ہیں کہ میں پچاس لاکھ گھر دوں گا کبھی کہتے ہیں کہ نوجوانوں کو روزگار دوں گا اب وہ دس لاکھ گھر تو دینے کے بجائے چھت چھین لی گئی ہیں جناب اسپیکر صاحب! روزگار دینے کے بجائے روزگار چھین لیا گیا ہے۔

جناب اسپیکر صاحب! اس ملک کی معیشت کو تباہ کردیا گیا ہے اس ملک کو بالکل تباہ حال کی طرف لے جایا گیا ہے اور اب جناب اسپیکر صاحب جب تحریک عدم اعتماد جمع ہوئی ہے تو لوگوں کو اکھٹا کرنا اور ایک جلسہ کرنا ڈی چوک کی طرف جانا اور یہ کہنا کہ میں جو پارلیمان ہے جو ایم این اے صاحبان ہیں ان کو میں اسمبلی میں نہیں چھوڑوں گا ووٹ ڈالنے کے لئے کیا یہ جمہوری عمل ہے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ اصغر علی ترین صاحب۔

جناب اصغر علی ترین : کیا یہ سیاسی ورکر کی یہی تربیت ہے کہ وہ اس عدم اعتماد کو بچانے کے لئے اپنے

ورکروں کو بلائے جناب اسپیکر صاحب تماشا لگایا گیا ہے لیکن جناب اسپیکر صاحب حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے الیکشن کے بعد جو بیانیہ جاری کیا گیا ہے آج ساڑھے تین چاس سال ہوگئے ہیں آج وہ بیانیہ ثابت ہوگیا ہے کہ نہ یہ ہمیں یہ روزگار دے گا نہ یہ ہمیں گھر دے گا نہ یہ ہمیں تعلیم دے گا نہ یہ ہمارے اور بھی جو پاکستان کے مسئلے مسائل ہیں نہ خارجہ پالیسی پر یہ ملک آگے ترقی کرے گا نہ داخلہ پالیسی پر کریگا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ اصغر علی ترین صاحب

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! جو بیانیہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا تھا آج وہ ثابت ہوگیا ہے اور ہم اپنی پارٹی کی طرف سے اپنے ساتھیوں کی طرف سے پی ڈی ایم کی طرف سے ہم عدلیہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ آج جو آئین جیت گیا ہے۔

جناب اسپیکر صاحب! آپ کو پتہ ہے کہ پنجاب اسمبلی میں کیا تماشا لگایا ہے۔اسپیکر صاحب نے اور ان کے جو ساتھی ہیں کیا تماشہ لگایا یعنی ایک ممبر اپنا ووٹ نہیں کاسٹ کرسکتا ہے اسمبلی بلا نہیں سکتے آپ لوگ۔ اگر بلا لیا تو وہی خاردار تار لگا کر اس کو سیل کر دیا گیا ہے۔تو جناب اسپیکر صاحب! کیسے بیرونی ہاتھ شامل تھا یہ گورنر پنجاب کو ہٹانا سی ایم پنجاب کو ہٹانا میں جو وزیراعلیٰ منتخب ہونا یہ سب چیزیں سامنے ہیں یہ تو جناب اسپیکر صاحب! آج تمام لوگوں نے دیکھ لیا ہے، تمام سیاسی پارٹیوں نے سیاسی ورکروں نے پوری دُنیا نے دیکھ لیا ہے کہ جو مقابلہ نہیں کر سکتے اُن کا انجام۔آج جناب اسپیکر کل جو عدلیہ نے فیصلہ کیا ہے وہی فیصلہ اِنشاءاللہ قومی اسمبلی میں کل تحریک عدم اعتماد ہوگا اور اِنشاءاللہ کامیاب ہوگا۔اور جناب اسپیکر صاحب مَیں آخر میں تمام ساتھیوں کی طرف سے عدلیہ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ اُنہوں نے کل جو فیصلہ دیا ہے اِس سے تمام پاکستان کی جو عزت ہے جو بقاء ہے جو قانون کا بُول بالا ہوا ہے، بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ جی شکیلہ دہوار صاحبہ۔

محترمہ شکیلہ نوید دہوار: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب اسپیکر! کل کا دن جو تھا وہ ہمارے ملک کا ایک تاریخی دن تھا کیونکہ ایک اُمید کی کرن ہے اور اِنشاءاللہ وہ بہت جلد ایک روشنی میں تبدیل ہوگی۔آئین نہ ایک صوبے کا ہے نہ ایک قوم کا ہے نہ ایک زبان کا ہے بلکہ آئین اِس پورے ملک میں اُن مظلوم قوم جو ناانصافی کے اندھیروں میں جن کو دھکیلا گیا ہے جن کے بچے آج دن تک نہیں ہیں ہم اِسی اُمید کے ساتھ کہ جس طرح ایک تاریخی فیصلہ ہوا اور آئین کا بول بالا ہوا اور آئین جیت گیا اِسی اُمید کے ساتھ کہ بلوچستان میں جتنے بھی ہمارے missing persons ہیں یہی آئین یہی قانون اِنشاءاللہ جیسے وہاں ایک تاریخی دن منایا گیا

اِنشاء اللہ بلوچستان میں بھی وہ دن آئے گا جب تمام بچے missing persons اپنے گھروں میں ہوں گے۔ اور مَیں عدلیہ کے اِس فیصلے کو as a nation سلام پیش کرتی ہوں اور اُن تمام political parties کا جن stance تھا اِس پر اور جنہوں نے واقعی democracy wins کہ انہوں نے آج جمہوریت کو جیتے ہوئے ثابت کر دیا۔ Thank you جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی ٹائٹس جانسن صاحب۔

جناب ٹائٹس جانسن: شکریہ سر! سر سب سے پہلے آئین کی بحالی پر اپنے اکابرین جو جمیعت علماء اسلام کے مولانا فضل الرحمٰن سردار اختر مینگل آصف زرداری صاحب اور دیگر جو ANP کے ولی خان صاحب ہیں اُنہوں نے بھی آج اِس کی تائید کی ہے اور حمایت کی۔ سپریم کورٹ کے فیصلے کی اسفند یار ولی خان صاحب نے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ ساڑھے تین چار سال میں اخلاقیات کا جنازہ نکال دیا گیا ہے، اور گھروں میں بیٹھے جب news چلتی تھی تو پہلے ہم سوچتے تھے کہ کبھی آتی تھی rape کی خبر تو ہمیں شرمندگی ہوتی تھی، لیکن جو ہمارے وزراء ہیں وفاقی وزراء اُنہوں نے جو زبان استعمال کی ہے کیا سندھ اسمبلی بلوچستان اسمبلی میں ایسے نمائندے نہیں کہ اُردو کے تلفظ کی غلطی کرتے ہوں اور بلاول صاحب ہمارے جو فیڈرل ہوم منسٹر ہیں شیخ رشید صاحب اُنہوں نے جو الفاظ اُن کے متعلق استعمال کیئے ہیں۔

خداوند پاک نے اپنی صورت پر اِنسان کو بنایا ہے اُس کے چہرے کو اُس کی صورت کو جو الفاظ استعمال کیئے ہیں اُس کی مَیں بھرپور مذمت کرتا ہوں اور مَیں سمجھتا ہوں کہ پوری دُنیا میں ہمارا نام جو ہے جو دکھایا گیا ہے کہ کیا ہمارے بچے جو اسکول جاتے ہیں یا کالج میں ہماری بیٹیاں جاتی ہیں اُن کو یہ درس دے رہے ہیں کہ یہ جو زبان اِنہوں نے وفاق کے وزراء نے یا advisor۔ جو اُن کے گلی کا کونسلر نہیں بن سکتا وہ بھی اِس قسم کی زبان استعمال کر رہا ہے اِس لیے کہ اُن کو پتہ ہے کہ جس راستے سے وہ آئے ہیں اُنہوں نے واپس عوام میں جانے کی اُن کی پوزیشن نہیں رہی، ہمارے ہم نے تو اپنے عوام کے پاس جانا ہوتا ہے تو ہمارے پاس ہر انسان کو وہ زبان سے ہی اُوپر جاتا ہے اُس کی عزت زبان سے ہی ہوتی ہے، اِنہوں نے جو زبان استعمال کی ہے کیا پورے آپ ایک بلاک کا حصہ بن چکے ہیں۔ ایک یہ جو پوری جنگ چل رہی ہے اُس میں ایک بلاک کا حصہ بن چکے ہیں کیا روس اور چین ہمارے مسلمانوں کا برادر ملک ہیں، برادر تو ہم ہیں مسیحی بھائی آپ کے برادر ہیں، مسلمان بھائیوں کے، یہ کیا ہو رہا ہے ہم کیوں دوسروں کی جنگ میں یا دوسروں کے مفاد میں اپنے فیصلے کر رہے ہیں ہمارے لوگوں کے لیے فیصلے کریں اپنی عوام کے لیے بے روزگاری عروج پر ہے، مہنگائی کیا کنٹرول ہوگئی؟ ہر گھر میں دو چار ملازم

ہیں یا خاندان کے افراد ہیں کمانے والے وہ بھی پریشان ہیں اور جو اپوزیشن نے 2019 میں ایک قرارداد منظور کی ہے مَیں اُس پر بھی بات کرنا چاہتا ہوں گیس اور بجلی کے بل کے لیے کیا ہمارے قراردادیں جو مَیں نے بھی ایک قرارداد منظور کروائی یہ dust bin میں ڈال دی جاتی ہیں، اُس پر بلوچستان کی قراردادوں پر عمل کیوں نہیں کروایا جاتا ہے، وہ گیس بجلی کا بل اور یہ water schemes یہ چار چار ٹھیکیداروں کے توسط سے بنائی جاتی ہیں کیا ایک ٹھیکیدار بور کرتا ہے ایک ٹھیکیدار بجلی لگا تا ہے ایک ٹھیکیدار موٹر لگا تا ہے وہ چار سال گزر جاتے ہیں آپ کو نہیں۔ ۔ مجھے یہی موقعہ ملا تو بات کرنی ہے، مَیں آپ کو بتا تا ہوں کہ آج یہ صورتحال ہوگئی ہے PTI کے میری اپنی بھی family میں ہمارے دوست ساتھی ہیں۔ آپ جمہوری طریقے سے بات کریں ہر کوئی یا آپ کا حق ہے۔ آپ کو کیا ملک نصیر نہیں کہا کہ کیا کہہ دیتا۔ ہمارے پارلیمانی لیڈر بھی تلفظ میں غلطی کر جاتے ہیں مَیں بھی کر جاتا ہوں مَیں کوئی اتنا نہیں قابل۔ ٹھیک ہے نہ کوئی بات ہے کوئی اگر۔ کیا آپ اُن کی طرح قربانیاں دے سکتے ہیں اپنی جان کی شہادت کر سکتے ہیں چار چار شہادتیں پڑی ہوئی ہیں اُن کے گھر میں۔ آپ کا ایک منڈھا مر جائے تو پھر آپ کو پتہ چلے گا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ٹائٹس جانسن بھائی آپ نے درست فرمایا! زبان جو ہے بالکل اُردو ہماری قومی زبان ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ ہر تلفظ انسان صحیح ادا کرے غلطی انسان سے ہوتی ہے یہ کوئی اتنا بڑا عیب نہیں ہے میرے خیال سے، جی زاہد علی ریکی صاحب۔

میر زاہد علی ریکی: thank you جناب اسپیکر صاحب! ایک دو منٹ لیتا ہوں۔ پاکستان کا چیف جسٹس عمر عطاء بندیال پانچ رکنی بینچ کا جو تاریخی فیصلہ اُس نے دے دیا پورے پاکستان کے آئین کے مطابق اُس کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! اور ساتھ ساتھ ہمارے قائد مولانا فضل الرحمٰن PDM کے سردار اختر صاحب تھے پیپلز پارٹی کے اور جتنے ہمارے اتحادی ہیں اُن سب نے یہ چار سالوں میں جناب اسپیکر صاحب! یہ ثابت کر دیا کہ یہ selected نیازی صاحب کو جانا ہے آخر وہ چلے گئے۔ مُبین صاحب آپ کا دل خراب نہیں ہوا آج برداشت کریں۔ آج آپ کو برداشت کرنا چاہیے کہ الحمدللہ ہمارے قائد نے۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مُبین خلجی آپ لوگوں کو سُن رہا ہے آخر میں وہ۔۔۔

میر زاہد علی ریکی: آخر میں ہم بھی اُس کو سُنیں گے وہ کیا کہے گا۔ ابھی وہ خالی سُنے اور کچھ بھی اُن کے لیے نہیں رہتا ہے جناب اسپیکر صاحب! آخر میں ہمارے یہ جو ہمارے قائد نے چار سال محنت کر کے چاہے اُس میں بی این پی یا پشتونخوا جو پارٹی اُس میں تھی الحمدللہ آج رب العلمیں نے یہ ثابت کر دیا کہ پورے پاکستان میں یہ

selected تھا نیازی۔اُس نے پورے پاکستان کا ستیاناس کر دیا آئین کی بھی دھجیاں اڑادی یہ حالت ہے جناب اسپیکر صاحب! اور ساتھ ساتھ جناب اسپیکر! آپ کا بھی دل خراب نہ ہو جائے آپ بھی PTI سے ہیں۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ زاہد علی ریکی صاحب۔جی اصغر خان اچکزئی صاحب۔

جناب اصغر خان اچکزئی: یقیناً جناب اسپیکر! جس طرح یہاں کل کے تاریخی فیصلے کے حوالے سے بحث ہورہی ہے مَیں اِس فیصلے پر اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ جناب اسپیکر! دراصل اِس میں نہ کسی کی جیت ہے نہ کسی کی ہار بلکہ اگر جیت سمجھی جائے تو یہ آئین کی جیت ہوئی ہے، پارلیمنٹ کی بالادستی کی جیت ہوئی ہے۔

جناب اسپیکر بدقسمتی سے اگر اس ملک میں 47ء سے لے کر آج تک آئین پر عمل درآمد ہوتا آئین کو مقدس سمجھا جاتا تو آج اتنے خراجِ تحسین کے الفاظ ہمیں پیش ہی نہیں کرنے پڑتے۔کیونکہ جو کچھ بھی ہوا ہے آئین اور قانون کے مطابق ہوا ہے۔لیکن بدقسمتی سے ہمارے ہاں آئینی وقانونی فیصلے اتنے ناپید ہو چکے ہیں کہ جناب اسپیکر! آج کل ہمیں سو میں ایک دو تین پر بھی اگر آئین کے مطابق فیصلے ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں تو پوری قوم اُس کو خراجِ تحسین پیش کرتی ہے۔بدقسمتی سے اِس وقت یہ ملک داخلی طور پر اور خارجی طور پر جس دلدل میں پھنس چکا ہے اُس کی بنیادی وجہ آئین سے روگردانی ہے۔یہاں داخلی طور پر بداعتمادیوں کی جو سلسلے ہیں، انتہا پسندی اور دہشت گردی کے جو سلسلے ہیں جس طرح یہاں missing persons کی بات ہوئی ہے، missings persons کے جو مسئلے مسائل ہیں، خصوصاً پھر چھوٹے صوبوں اور چھوٹے قومیتوں کے حوالے سے حقوق کے جو بنیادی مسئلے مسائل ہیں یہ ساری وہ چیزیں ہیں، اگر آج اِس ملک میں آئین پر اِس کے روح کے مطابق عملدرآمد ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح آج اِس فیصلے کو قومی سطح پر پذیرائی مل رہی ہے تو ہمارے اگر 100 نہ ہو تو کم از کم 60 plus 50 مسئلے ہمارے از خود حل ہو جائیں گے۔اور یقیناً اِس پر میں داد پورے اپوزیشن کے قیادت کو پیش کرنا چاہتا ہوں اور بالخصوص بلوچستان کو۔

جناب اسپیکر! بلوچستان واحد صوبہ ہے جس کے تقریباً 100 اگر نہیں تو 90 % MNAs اِس اپوزیشن کی تحریک میں آئین کی بالادستی، پارلیمان کی بالادستی کے ساتھ کھڑے ہیں۔بدقسمتی سے ہمارے پورے بلوچستان سے صرف دو ایسے MNAs ہے جو بدقسمتی سے اِس آئینی اِس پارلیمانی جدوجہد میں بجائے اِس کے کہ وہ ایوان کی پارلیمان کی بالادستی کیلئے، آئین اور قانون کی بالادستی کیلئے اپوزیشن کے ساتھ کھڑے ہوتے، وہ بدبخت اُس غیر آئینی اور آئین شکنی کے ساتھ جا کے کھڑے ہو گئے، کہ جس کو آج پوری قوم نہ صرف مسترد کرتی ہے

بلکہ اُس کو اِنتہائی سخت الفاظ میں اُس کی مذمت کرتی ہے۔ ایک تو بدقسمتی سے ہمارا وہ ڈپٹی اسپیکر! جو بلوچستان سے اپنے آپ کو منتخب ڈپٹی اسپیکر سمجھتا ہے جس نے پورے ملک کی سطح پر بلوچستان کے چہرے پر ایک بدنما داغ ڈالا، لیکن وہ حقیقت میں نمائندہ ہے ہی نہیں۔

جناب اسپیکر! ایک ایسا ڈپٹی اسپیکر، جو اپنے انتخاب کے تقریباً پانچ سے چھ مہینے کے پہلے ہی مہینوں میں وہ election commission سے disqualify ہو چکا ہے جس پر فیصلہ آ چکا ہے کہ وہ 50 سے 60 thousand rigging کر چکا ہے، اُس نے تو کرنا ہی یہی تھا کیونکہ وہ جس حالات میں stay پر اِس وقت، پچھلے تین سال سے ڈھائی سال سے سپریم کورٹ میں stay پر بیٹھا ہوا ہے۔۔۔(مداخلت) میں بات۔ مبین خان آپ بیشک میری بات پر بات کرلیں۔ اگر یہ غلط ہے، ہاں اگر یہ غلط ہے دُنیا کو پتہ ہے کہ وہ ڈپٹی اسپیکر! disqualify ہو چکا ہے الیکشن کمیشن سے وہ stay کی تلوار پر لٹک رہا ہے، نیشنل اسمبلی میں بیٹھ کے۔ تو یقیناً ایک وہ، دوسرا میں بحیثیت مجموعی اِس پورے عمل میں جس طرح میں نے کہا پورے بلوچستان کے تمام سیاسی جماعتوں کو بشمول بلوچستان عوامی پارٹی کے جن کے پارلیمانی پارٹی نے نیشنل اسمبلی کے پارلیمانی پارٹی نے اپنے صدر جام کمال خان کی قیادت میں اپوزیشن کا ساتھ دیا، بدقسمتی سے وہاں پر بھی ہمارے ایک خاتون بہن MNA اُس کو کس نے؟ اور کس طریقے سے بہکا کے حکومتی آئین شکنی بینچوں پر بیٹھائی۔ تو یقیناً پورا بلوچستان داد کا مستحق ہے، جس نے بحیثیت صوبہ اِس آئین شکنی کے خلاف آواز اُٹھایا اور متحدہ اپوزیشن کا ساتھ دیا۔ اور یقیناً جس طرح یہاں پر بات ہوئی مَیں متحدہ اپوزیشن میں تمام جماعتوں کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں، اِس جدوجہد میں لیکن بالخصوص میں نام اِس لئے پیپلز پارٹی اور عوامی نیشنل پارٹی کا لیتا ہوں کہ یہاں پر بہت ساری جگہوں پر، بہت سارے موقعوں پر جذباتی انداز سے اِس معاملے کو tackle کرنے کی بات کی گئی تھی، کہ ہم اسمبلیوں سے استعفیٰ دیں گے، ہم نیشنل اسمبلی چھوڑیں گے، ہم Provincial اسمبلیوں سے استعفیٰ دیں گے لیکن جس طرح اِن دو پارٹیوں کی قیادت نے پوری اپوزیشن کو اِس بات پر قائل کیا کہ جناب والا! اگر ہم نے اِس ملک میں جمہوریت کو فروغ دینا ہے آئین اور پارلیمنٹ کی بالادستی کا برقرار رکھنا ہے تو ہمیں ایوانوں میں بیٹھ کر اِس غیر آئینی، اِن آئین شکنوں کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ اور یقیناً اِنتہائی صبر اور آزمائش سے جدوجہد کیا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ اصغر خان اچکزئی صاحب۔

جناب اصغر خان اچکزئی: اِنتہائی صبر اور آزمائش، جدوجہد کے بعد آج پورا ایوان اِس نتیجے پر پہنچا کہ اِس نے آئینی طریقے سے قانونی طریقے سے تقریباً اِس حکومت کا خاتمہ کر دیا ہے۔

تو لہٰذا جناب اسپیکر! اِس ملک میں ہم سب کے لئے واحد راستہ آئین پر عملدر آمد کا بچتا ہے۔ اگر آئین سے روگردانی ہوگی تو جس طرح ہم ایک واکثر ہمارے اکابرین کہتے ہیں ایک لات ہمیں پڑ چکی ہے 73ء کی صورت میں، 71 کی صورت میں، یہ ملک مزید اِس طرح کی آئین شکنیوں، اِس طرح کی غیر آئینی عملیات کا متامل نہیں ہوسکتا ہے، جہاں قوموں کے درمیان بداعتمادیاں ہوں، جہاں پر بروسہ کا فقدان ہو، جہاں پر اعتماد نام کی کوئی چیز ہمارے درمیان باقی نہیں بچی ہے، ایک آئین ایک ایسا کتاب ہے جو ہم سب کو ایک ساتھ جوڑے ہوئے رکھا ہوا ہے۔ اگر اِس پر عملدر آمد نہیں ہوگا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ آوازیں جو ہم سُن رہے ہیں اِس میں مزید شدت آئی، اور اُس شدت کی نتیجے میں خُدانخواستہ یہ ہمیں اُس جگہ پر لاکھڑا کر سکتے ہیں کہ جہاں سے پھر نہ ہماری واپسی ممکن ہوگی اور نہ ہی یہ ہم اِس سے آگے بہتری کا پھر سوچ سکتے ہیں۔ تو یقیناً میں خراج تحسین کیا پیش کروں میں پھر یہی کہتا ہوں کہ یہ اُس آئین پر عملدر آمد قانون کے مطابق Judges کا حق بنتا تھا، ہماری request یہی ہوگی ہماری دعا یہی ہوگی کہ اللہ ہمارے judges کو اپنے سامنے رکھے ہوئے اُس مقدس آئین پر عملدرامد کی توفیق عطاء فرمائیں، جس طرح کل انہوں نے اِس پر عملدر آمد کیا۔ آج اگر ہمارے سول جج سے لیکر ہمارے جوڈیشل مجسٹریٹ سے لے کے ہمارے سیشن جج سے لے کے ہمارے ہائی کورٹ کے judges تک اور سپریم کورٹ even, انکے judges تک، اگر آج وہ اِس ملک کے معاملات کو آئین کی روح کی مطابق نمٹانا شروع کردیں میں یقین سے کہہ سکتا ہوں جناب اسپیکر! نہ پھر بلوچستان کا مسئلہ، بلوچستانیوں کے لئے مسئلہ رہیگا، اور نہ خیبر پختونخواہ کوئی مسئلہ رہے گا۔ اور نہ اِس ملک میں بداعتمادی، بروسہ کا جو فقدان ہے یہ مزید رہے گی، اور یہاں پر ہر ایک چیز جب قانون اور آئین کے مطابق ہوگی تو مجھے یقین ہے کہ یہاں پر خوشحالی بھی ہوگی یہاں پر ترقی بھی ہمارے سامنے آئے گی، اور اگر فیصلے ہمارے ہاں اِس طرح کے ہونگے کہ بلوچستان کے وسائل خیبر پختونخواہ کے وسائل یا ہمارے کسی بھی صوبے وسائل ماورائے آئین، ماورائے قانون کوئی اور اپنے ہاتھ میں لے لیں اُس کا فیصلہ کوئی اور کرلے تو یقیناً یہاں پر شدت پسندی بھی ہوگی، یہاں پر ایسے آوازیں اُٹھنا بھی شروع ہونگی جس کو خاموش کرنے کیلئے ہمارے پاس پھر کوئی راستہ نہیں ہوگا۔ تو آئین اور یہ مقدس آئین کا کتاب یہ ہم سب کیلئے واحد راستہ ہے کہ اِس پر عملدر آمد کر کے پارلیمنٹ کی بالادستی کو یقینی بنا کر آئین کی بالادستی کو یقینی بنا کر ہم اِس ملک کو خوشحالی اور ترقی کی طرف گامزن کر سکتے ہیں۔ شکریہ جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ اصغر خان اچکزئی صاحب۔ جی مبین خان۔

جناب محمد مبین خان خلجی: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جیسے کے جناب اسپیکر

صاحب! میرے دوستون نے بات کی اور مختلف پارٹیوں سے JUI نے، BNP مینگل نے، اِسی طرح ہمارے ANP پارٹی نے، بلوچستان عوامی پارٹی کے بھی لوگوں نے بات کی، یہ ایک جمہوری حق تھا۔ اور جو یہ پارٹیاں مل کے وہاں پر عدم اعتماد لیکر آئی یہ اُنکا ایک جمہوری حق تھا۔ اور میں عدالت کے معاملات میں تو بات نہیں کرسکتا مگر میں یہ بات ضرور کرونگا کہ ہمارے پاکستان کے اندر سال سے مختلف گورنمنٹیں آرہی ہیں اور مختلف حکومتوں نے اِس بلوچستان کے کیا کیا یہاں پر بیٹھے ہوئے ساری پارٹیوں کی نمائندگی ہوئی ہیں کہ کیا اِس بلوچستان کیلئے بہتری کی، مگر میں آج اِس فلور کا آپ کا یہ بتانا چاہونگا کہ ہم جیسے ورکروں کی بات خان صاحب نے مانی، جس میں کوئٹہ کراچی روڈ ڈبل ہوا، ہماری ژوب روڈ ڈبل ہوا، ہم اپنے بلوچستان کے حوالے سے اِس لئے نہیں گئے تھے کہ بلوچستان کے حوالے میں جو ترقیاتی کام ہے اُنکے حوالے سے بھی ہم نے نمائندگی کی، وہ ایک الگ بات ہے کہ یہاں پر بڑے اچھے اچھے زمرک بھائی نے ہماری بات کی کہ تہذیب بھول گئے ہیں مگر یہاں پر پارلیمنٹیرین جس الفاظ میں پرائم منسٹر کو یاد کرر ہے تھے اِنکو وہ ہے، میں بھی اِنکے قائدین کے حوالے سے بات کرسکتا ہوں مگر میں تہذیب کے دائرے میں کرونگا، یہ جو آج کل جمہوری حق تھا اِنکا، ہے اور یہ کرتے رہیں گے اِنہوں نے آج اتحاد کیا ہے کہ پاکستان کے خوشحالی کے لیے ہے تو مجھے نہیں لگتا ہے کہ یہ میکس آچار جو ہے اتنا عرصہ چلے گا۔ اِن میں مخالفت آئے گی یہ پاکستان کے لیے نہیں ہوا ہے۔ اور آج یہاں پر بیٹھے ہوئے میں یہ بتاؤں گا کہ بلوچستان میں جب خان صاحب کی گورنمنٹ اور بی این پی مینگل کا اتحاد ہوا اور ایگریمنٹ ہوا کہ جس میں لاپتہ افراد کو چھڑایا جائے گا اُس میں جب تک خان صاحب نے کتنے سو لوگوں کو رہا بھی کروایا گیا اور وہ اِن کے شرائط میں تھے۔ وہ کام بھی کیے اور بی این پی مینگل کی جو گورنمنٹ تھی اُن کو بہت بڑے تعداد میں فنڈز بھی دیا گیا تھا۔ اُس time خان صاحب بھی ٹھیک تھا اُس کا نظریہ بھی ٹھیک تھا۔ بعد میں پالیسی change ہوگئی۔ اسی طرح JUI کی اپنی پالیسی ہے وہ خیبر پختونخوا میں کلین سویپ کیا پی ٹی آئی نے تو اُن کو غصہ تھا اُنہوں نے نکالا وہ ایک الگ بات ہے۔ یہاں پر بلوچستان عوامی پارٹی میں بھی آپ دیکھتے نظریاتی طور پر آپس میں مسائل ہیں پریشانی ہے اب وہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں لوگ گورنمنٹ میں لگتے ہیں ہم یہاں پر بیٹھے اپوزیشن میں لگتے ہیں۔ یہ تو سیاست کا حصہ ہے یہ تو ذاتی مفاد کے لیے جمع ہوئے ہیں یہ کسی اُس کے لیے جمع ہوئے کہ پاکستان کی بہتری یا پاکستان کے لیے بہتر ہوا ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کرے کہ آج دن اسمبلی یاد رکھے گا کہ یہ جو گورنمنٹ بنے گی 6 مہینے چلتی ہے یا time period پورا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ جو ہے بلوچستان کے مسائل بھی حل کرے جو لاپتہ افراد کے لوگوں کے بھی مسئلے حل کرے اور یہ ترقیاتی کام بھی کروائیں۔ اور جمعیت علمائے اسلام نے اتنی بڑی

اُدھر اپنی دکھائی ہے وہ کاش بلوچستان کے لیے کچھ بڑے پیکجوں کا اعلان کریں۔اور بلوچستان کے لوگوں کے لیے کام کریں مگر یاد رکھنا یہ آج دن اسپیکر صاحب مجھے لگتا ہے کہ صرف اور صرف یہ مفاد پرست ٹولہ جمع ہوا ہے یہ کچھ نہیں کر پائیں گے۔ یہ صرف اور صرف اپنے مفاد کے لیے آئے ہیں کہ نواز شریف صاحب کو کیسے خوش کرے اور اُن کو کیسے پاکستان بلایا جائے۔سب نے اپنی بات کی تو میں نے اپنی پارٹی کی نمائندگی کرتے ہوئے یہ بات کی۔ بڑی مہربانی۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ثناء بلوچ صاحب آپ اپنی قرارداد لائیں۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف): ریکوزیشن پیش کی تھی۔جس کا چونکہ میں نے پہلے بھی شروع میں کہہ دیا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک صاحب اس پر ہم لوگ رول کے مطابق قرارداد نہیں لاسکتے۔سپریم کورٹ کا معاملہ اُس پر سپریم کورٹ نے جو ہے اپنا فیصلہ بھی کرلیا ہے۔رول کے مطابق اس پر ابھی ہم۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر صاحب میری تو گزارش اس پر یہ ہے کہ ہم نے اس حوالے سے شروع میں یہ بات رکھی تھی کہ تین اپریل کو آئین کو توڑا گیا اُس کے بعد اور ایسے اقدامات ہوئے جس میں آئین شکنی ہوئی لیکن چونکہ کل سپریم کورٹ نے آئین کی بالادستی قائم کی ہے ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں پانچ رکنی بینچ کو چیف جسٹس کی سربراہی میں وہ ایک بہت بڑا اقدم اُٹھایا۔

جناب ثناءاللہ بلوچ: allow کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس پر تفصیلی بات ہوگئی ہے ثناء بلوچ صاحب رول ہمیں allow نہیں کر رہے کہ اس پر قرارداد آجائے۔

قائد حزب اختلاف: اب ہماری گزارش صرف یہ ہے کہ آئین شکن لوگوں کو جنہوں نے آئین تھوڑا۔ اب ایسے یہاں بھی بیٹھے لوگ اس طرح کے اِن کو آئین کی کوئی پروانہیں ہے۔جنہوں نے اُس تاریخ کو آئین کو تھوڑا ہے یہ آرٹیکل 6 کے تحت اور جو دوسرے law of line ہے اُس کے تحت اِن لوگوں کو ہماری طرف سے یہ قرارداد میں سفارش ہو کہ اُن کو سزا ملنی چاہیے۔ یہ ہم حق بجانب ہے جناب سارے دُنیا نے واضع کر دیا کہ آئین کو تھوڑا گیا، آئین شکنی کی گئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک صاحب ابھی اس پر رول ہمیں اجازت نہیں دے رہی آپ سیکریڑی اسمبلی سے مل لیں اگر رول میں گنجائش تھی تو آنے والے اجلاس میں monday کو اجلاس ہے اگر رول میں اجازت

تھی بے شک آپ اس پر قرارداد لائے۔

قائد حزب اختلاف: ٹھیک ہے ہم proper طریقے سے پیش کرینگے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی مٹھا خان کاکڑ صاحب!

جناب مٹھا خان کاکڑ: سر! یہ بات تھوڑا serious لینا ہے تین دن 11 تاریخ تک ہمارے بلدیاتی کے کاغذ جمع ہو رہے ہیں لیکن تین دن میں کون جمع کر سکتا ہے۔ بہت دور دراز علاقے ہیں۔ ایک لیٹر الیکشن کمیشن کو لکھنا ہے کہ اس کو تھوڑا پیچھے کرنا ہے۔ دو دن بعد تو ختم ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مائنز کے آپ منسٹر ہیں تو آپ لکھ دیں الیکشن کمیشن کو۔

جناب مٹھا خان کاکڑ: بس اس پر تھوڑا غور کرو پھر پچھتاؤ گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس پر جو ہے میر اسد بلوچ اور سردار عبدالرحمٰن کھیتران نے قرارداد جمع کی ہے اگر آپ لوگ مشورہ کرتے ہیں آج کے دن پیش کرتے ہیں تو بھی آپ لوگوں کی رائے اس میں۔ محرک سے اس پر رائے لینگے۔

میر اسد اللہ بلوچ (وزیر برائے زراعت): ٹھیک ہے صحیح ہے۔

جناب اصغر خان اچکزئی: اگر محرکین کی اجازت ہو اس پر تو کیوں نہ ہم اس کو پورے ہاؤس کی مشترکہ قرارداد کر دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ثناء بلوچ کی قرارداد کے بعد آپ لوگ بے شک یہ قرارداد بھی آج پیش کر دیں۔ جی ثناء بلوچ صاحب قرارداد نمبر **141**۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر قرارداد نمبر 141۔ ہرگاہ کہ بلوچستان وسائل سے مالا مال خطہ ہے لیکن بلوچستان کے وسائل یہاں کے عوام کی حق ملکیت کو آئین و قانون ملکی و بین الاقوامی اصولوں کے برخلاف تسلیم نہیں کیا گیا۔ حال ہی میں ریکوڈک کا معاہدہ آئین کے آرٹیکل 172 section 3 کی خلاف ورزی ہے۔ جس میں صوبے کا حصہ %50 سے کم کر کے % 25 کر دیا گیا ہے۔

لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وفاقی حکومت باقی ماندہ% 25 حصہ بھی بلوچستان کے حوالے کریں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر میں نے یہاں پر ایک آئین کا آرٹیکل اپنے اس قرارداد میں جو ریکوڈک

سے متعلق ہے۔اس میں ایک آئین کے article 172 subsection 3 ذکر کیا ہے۔ میں وہ پڑھ کے سناتا ہوں کیوں کہ آج کا دن آئین کے حوالے سے constitution کے حوالے بہت اہمیت کا حامل ہے کہ کچھ دنوں سے ایک ہفتے سے میرے خیال میں آئین کے حوالے اتنی بات چیت ہوئی ہے ٹیلی ویژن چینلز پر میڈیا پرسنز نے ، پروفیشنلز نے تو لوگوں کو اب آئین کے اہمیت کا تھوڑا بہت ادراک ہونے لگ گیا ہے۔ آئین کا article 172 یہ ہے onerous property یہ جائیداد کی ملکیت سے متعلق ہے جناب والا ۔ جناب اسپیکر subsection three کہتا ہے:

subject to the existing commitment an obligations ، mineral,oil,natural gas with in the province or the territorial water adjacent there to shall waste jointly and equally in the province and the Federal government. جناب والا یہ جو شق ہے یہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد constitution میں یہ.article 172 subsection 3 یہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد اس میں اضافہ ہوا۔ میں کچھ ممبران اسمبلی کے لیے اس کو اُردو میں پڑھوں گا تا کہ کچھ چیزیں ہمارے سب دوستوں کے لیے واضح ہوجائے۔ وہ یہ ہے کہ جائیداد 1972 آرٹیکل لاوارث جائیداد sub section three موجودہ پابندیوں اور وجود کے مطابق صوبے کے اندر معدنی تیل اور قدرتی گیس یا علاقائی سمندر سے متعلق ہو وہ اس صوبے اور وفاقی حکومت کی مشترکہ اور مساوی طور پر تفویض کر دیے جائیں گے۔ تو جناب والا جب constitution میں اتنی جدو جہد کے بعد 1973 کے constitution میں اٹھارہویں ترمیم کے بعد جب یہ شق ڈالی گئی اُس کی دو بنیادی وجوہات تھی۔ ایک تو اٹھارویں ترمیم جب بن رہا تھا اُس کے context کو دیکھنا ہے اُس کے پس پردہ عوامل کو دیکھنا ہے۔ 2001ء یا 2002ء کی بات ہے بلوچستان میں ایک اضطرابی کیفیت پیدا ہوئی ، بلوچستان میں پاکستان آپریشن مومنٹ ، چار جماعتی بلوچ اتحاد ، بلوچستان کی جو سیاسی مذہبی تمام ترقی پسند جماعتیں ہیں اُنہوں نے بلوچستان کے وسائل پر حق حاکمیت اور حق ملکیت کی بات کی۔ اور یہ حق حاکمیت اور حق ملکیت کا دعویٰ منسلک تھا جب گوادر پورٹ پر کام شروع ہونے لگا۔ جب سوئی سے ڈیرہ بگٹی سے جب تقریباً 1952ء سے نکلنے والی گیس سے متعلق گیس سے مستفید نہ ہونے کی وجہ سے یہ اضطراب گزشتہ پچاس پچپن سالوں سے بلوچستان میں موجود تھا۔ اُس کے بعد جو سیندک کا معاہدہ ہوا جس طرح وفاقی حکومت نے اُسے مکمل طور پر اپنے کنٹرول میں لیا تھا نام تو سونے چاندی کا تھا لیکن وہاں کے علاقے کے لوگوں کو منہ میں مٹی بھی نہیں جاتی تھی اس کی۔ یہ وہ تمام

حالات تھے جس نے بلوچستان کے اندر بہت بڑی سیاسی اضطراب جوجنم دیا۔ یہاں پر جدوجہد ہوئی لوگوں نے یہاں پر protest کیے کچھ نے جمہوری طریقے سے اس کو آگے بڑھایا، کچھ نے سارے ماحول سے حالات سے جو ہے مایوسی کا اظہار کرتے ہوئے جدوجہد کے اور راستے اختیار کر لیے۔اور آج تک بلوچستان اُن حالات سے گزر رہا ہے بلوچستان آج تک ابھی تک ایک normal صوبہ نہیں ہے ایک وفاقی وحدت نہیں اُس کی بنیادی وجود کیا ہے۔اُس کی بنیادی وجود یہ ہے جناب والا! کہ آئین اور قانون کے تحت جو تحفظات بلوچستان کو ایک وفاقی وحدت کی حیثیت فراہم کئے گئے ہیں اُن پر عملدرآمد نہیں ہوتا۔مثال کے طور پر جناب والا! اس ریکوڈک معاہدہ یہ کیوں اہمیت کا حامل ہے؟ ایک بہت بڑا ادارہ ہے جس پر تقریباً دنیا کے 52 کے قریب 52 کے قریب ممالک اب اُس کے ممبرز بنے ہیں۔جس میں دنیا کے سب سے امیر ترین قومیں اس کا ممبر بنے ہیں۔وہ قدرتی وسائل میں شفافیت کی بات کرتا ہے extractive industries transparency international(EITI) یہ جناب والا! دنیا کا وہ ادارہ ہے جس میں اگر دنیا میں جہاں پر بھی قدرتی وسائل معدنی وسائل سے متعلق کوئی بھی contract کوئی ملک کسی کمپنی کے ساتھ کرتا ہے۔تو اس contract کو آویزاں کرتا ہے۔اور میں آپ کی معلومات کے بتاؤ کہ افغانستان بھی اس کا ممبر ہے پاکستان اس کا ممبر نہیں ہے۔تو یہ جو بھی contract آپ قدرتی وسائل سے متعلق کرتے ہیں سونے، چاندی، ماربل، کوئلہ، گیس یہ contract جو ہے آپ extractive industries transparency international کے ساتھ share کرتے ہیں۔تاکہ آپ کو آپ کے لوگوں کو قوم کو پتہ چلے کہ جو معاہدہ جو ایگریمنٹ ہم نے کیا ہے اُس کے سیاسی، معاشی، معاشرتی، طویل المیعاد، قلیل المیعاد کیا اثرات ہم پر مرتب ہوں گے۔اور اُسی کو بنیاد بنا کر جو ہے اُس ملک کے اندر جو ہے transparency کو شفافیت کو جو ہے جانچا جاتا ہے۔اب بلوچستان میں آپ کے سامنے ہے بلوچستان کے عوام میں یہ تشویش کیوں پائی جاتی ہے۔کہ ہمارے ہاں شفافیت نہیں ہے اگر ریکوڈک کا معاہدہ ہو گیا ہے ریکوڈک کے معاہدے کو تش باش بھند اُس کو بلوچستان حکومت کے ویب سائٹ پر آجانا چاہیے تھا اُس کو وفاقی حکومت کی آئل اینڈ گیس کی منسٹری کے ویب سائٹ پر بھی آجانا چاہیے تھا۔تاکہ بلوچستان کا کوئی بھی شخص جس میں ذرا برابر بھی تشویش پائی جاتی ہے۔اور آپ نے دیکھا ہوگا یہاں پر سیمینارز ہیں کانفرنسز ہوتے ہیں کچھ ایک دو صحافی بھی ہے جن کو قدرتی وسائل کے حوالے سے لفظ تک نہیں آتا وہ بھی من گھڑت جھوٹے جو ہے وہ پروپیگنڈہ بھی کرتے ہیں ویڈیوز بھی بناتے ہیں۔کردار کشی کے حوالے سے۔لیکن ایک تحقیق کرنے والی بات تب سامنے آسکتی ہے جب حکومت خود initiative لیں اور شفافیت کا یہ

وہ کیا کہتے ہیں کہ بنیادی اصول ہے کہ آپ تمام چیزوں کو پبلک کے سامنے واضح کر دیں۔ مارچ کے مہینے میں جب ریکوڈک کے حوالے سے یہ sign ہو رہا تھا ایگریمنٹ اُس وقت پاکستان میں بہت زیادہ سیاسی اضطراب تھا یہ جو 3 اپریل کا فیصلہ ہم جس کی بات کر رہے ہیں ابھی سپریم کورٹ نے جو ہے اُس کو undo کر دیا۔ یہ 19 مارچ کے بعد یہ جو معاہدہ sign ہوا ہے اُس وقت وزیراعظم کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک جمع ہوئی تھی۔ یہ 52 سے 53 بلین ڈالر کا ہے امکان یہی ہے کہ اس میں 5 سو بلین ڈالر یہ معمولی رقم نہیں ہے اس کو اگر آپ ضرب دیدیں 1 سو 80 اور 1 سو 90 پر تو آپ کو اندازہ ہو جائے گا 500 بلین ڈالر کے کتنے بڑے ذخائر یہاں پر پڑے ہیں جو چار سو ساڑھے چار سو اسکوائر کلومیٹر پر ہیں۔ جب یہ معاہدہ ہو رہا ہے تو پاکستان میں اس وقت ایک اضطرابی کیفیت تھی ایک کمزور وفاقی حکومت تھی جو بھی ایگریمنٹ ہو رہا تھا بڑی تیزی کے ساتھ ہم اُسکی جانب بڑھ رہے تھے۔ اس میں جو اس وقت کی معلومات کی مطابق بلوچستان حکومت کے ساتھ share 25% بلوچستان کی حکومت کو دینے کی بات کی گئی ہے یا اس معاہدہ میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ گو کہ وہ معاہدہ ابھی تک ہم نے بھی نہیں دیکھا ہے ہمیں دیکھنا چاہیے ہمیں ملنا چاہیے اراکین اسمبلی کو۔ معاہدے میں 25% میں 10% carry free جس کو کہتے ہیں جس کے لیے آپ کو روپیہ پیسہ دینا نہیں پڑتا ہے۔ حکومت بلوچستان کو 10% carry free کی بنیاد پر حصہ دیا گیا ہے جبکہ 15% paid share ہے۔ لیکن اُس paid share میں ایگریمنٹ میں بات کی گئی ہے کہ وہ جو حصہ ہے 15% وہ اُس وقت ہو گا جب وفاقی حکومت اُس 15% کے پیسے دیدیں۔ اور یہ ہمارے سامنے مثالیں پڑی ہوئی ہیں کہ اس طرح کے معاہدات کے بعد وفاقی حکومت بلوچستان کے پیسے نہیں دیتا اُس کے بعد 15% حصہ پر بھی ہمیں جو شک ہے کیونکہ ہمارا تجربہ ہماری تاریخ اور بلوچستان اور وفاق کے جو قدرتی وسائل کے حوالے سے جو تعلق ہے وہ اس بات کو واضح کر دیتا ہے کہ ہمارے ساتھ اس پہلے قدرتی وسائل کی مد میں انصاف نہیں ہوا۔ تو یہ 15% بھی اگر بلوچستان کو نہیں ملے تو بلوچستان کا حصہ گھٹ کے 10% پر رہ جائے گا۔ کیونکہ carry free کا جو share آپ کو دیا گیا ہے وہ 10% ہے باقی یہ international settlement of investment dispute نے 2019ء میں فیصلہ دیا۔ اُس کے بعد ابھی جو recently 2021ء میں فیصلہ دیا اُس فیصلے کے تحت جو ہم پر جرمانہ عائد ہوا اُس کے بعد ہم نے ان کے ساتھ negotiation شروع کی اُس میں ہم نے اُس وقت بھی بات کی تھی کہ اس جرمانے کو کم کیا جا سکتا ہے کہ اگر آپ بلوچستان کے عوام کو اس میں پارٹی بنائیں۔ کیونکہ ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے سپریم کورٹ نے ہمارے حق میں فیصلہ دیا ہے۔ لیکن خیر وفاقی حکومت نے اس کو اپنے وکلاء اپنے technical expert اور اپنی جو ہے

apex committee اور ٹیم بنا کے اُس کے ذریعے سے اُنہوں نے negotiate کیا ہمیں اُس سے گلہ نہیں ہے ہم نے آخر بلا آخر اس ایگریمنٹ کے تحت یہ طے ہو گیا کہ 50% جو Tethyan company ہے copper company limited ہے اُس کو جائینگی اور 50% حکومت پاکستان کو واپس آجائینگی ۔اور اس طریقے سے یہ settlement کو یہ معاملات کو آگے بڑھائیں گے ۔اور ہم اس کے حق میں ہے کیونکہ 500 بلین ڈالر کے اس ذخیرے کو کسی میں بھی اتنی طاقت اور ہمت نہیں ہے اس کو develop کر سکے ہماری سریاب کی سڑکیں تین سال سے جو تعمیر نہیں ہو سکتی ہے جو ایک سے ڈیڑھ ارب روپے کا project ہے تو 500 بلین ڈالر کے ریکوڈک کو مجھے بھی پتہ ہے کہ مجھے اور آپ میں کسی میں شائد اتنی استطاعت وفاقی حکومت میں نہیں ہے نا وہ expertise ہے کہ اُس کو develop کریں we need foreign experts we need foreign investment but transparency and according to constitution اگر آپ constitution کے بغیر اور شفافیت کے بغیر جائینگے پھر ہم ٹھکائیں جائیں گے یہ ہمارے عمر میں یہ جو سارے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ہم شائد ہم میں سے آپ میں سے کوئی بھی ریکوڈک کو بنتے ہوئے نہ دیکھ پائے کیونکہ اُس کے develop ہونے میں 10 سے 15 سال لگیں گے اور میں سے کوئی بھی شائد اتنا خوش قسمت ہو بلوچستان اور پاکستان کے ان حالات میں دس پندرہ سال اور جیلیں ۔ یہ ہمارے آنے والی نسلوں کی بنیاد ہے. تو لہذا بات یہ ہے کہ جب 1952ء میں گیس نکلا بلوچستان اُس وقت سب سے زیادہ گیس پیدا کرنے والا صوبہ constitution کے اندر ایک آرٹیکل تھا 156 کا کہ گیس جو ہے ترجیحی بنیادوں پر صوبے کو ملنی چاہیے اُس پر عملدرآمد نہیں ہوا ۔2010ء کے بعد اٹھارویں ترمیم کے بعد جب PPL کے ساتھ 2018ء کے بعد اس بنیاد پر جب ہم نے PPL کو کہا کہ اب تو آئین نے جو گیس کے اختیارات ہمیں دیے ہیں ہمیں ساتھ negotiate کریں PPL نے جناب والا! ہمارے ساتھ معاہدہ کیا اور PPL کے ساتھ 67 ارب روپے آپ اندازہ کریں اب میں آتا ہوں PPL کا ذکر یہاں کیوں آرہا ہے PPL نے 67 ارب روپے بلوچستان کے ابھی تک اُس کو واپس نہیں کی ہے جو بلوچستان کا حصہ بنتا ہے اٹھارویں ترمیم کے بعد جس میں سے بلوچستان کو اب 50% ان گیس ساری کمپنیوں میں development کمپنیوں میں producing کمپنیوں میں share ملنا چاہیے تھا وہ share ہمیں نہیں مل رہا ہے ۔تو اب آگے میں ذکر کر رہا تھا بلوچستان کی 25% حصے کی اُس کو تو میں نے آپ کے سامنے define کر دیا ایک اور 25% ہے یعنی 25% تو اُن انگریزوں کا ہے سادہ لفظوں میں بتاؤں Tethyan copper company ہے barrick gold

ہے Antofagastaہے اُن میں سے ایک کمپنی تھی Antofagasta اُس نے کہا کہ جناب والا ! مجھے 900 ملین ڈالر دیدیں بھئی اس طرح کے کام کرنے سے میں نے جونقصان ہے جرمانہ ہے وہ مجھے واپس کردیں 900 ملین Antofagasta کا جب یہاں پر واپس کرنے کی بات ہوئی جو تقریباً بنتا ہے پاکستانی ایک سوپچاس یا ایک سوساٹھ ارب روپے یہ ڈالر fluctuate کررہا ہے میں اگر calculate کروں تو exactly یہ 1سو50 ارب روپے بنتے ہیں 900 ملین ڈالر کے جو Antofagasta واپس کرنے وفاقی حکومت نے پھر 50% کا مالک حکومت پاکستان اور حکومت بلوچستان بن سکتا ہے اب بات کیا ہوئی وفاقی حکومت نے 5,6اور کمپنیوں کو بلایا کس کو بلایا جس کا ذکر ابھی میں نے کیا PPL جو بلوچستان کا 70ارب روپے مقروض ہے جو BME یہاں پر اُس کا ایک ذیلی ادارہ ہے چلا رہا ہے اُس میں بلوچستان کے ایک شخص کو بھی جو یونس صاحب کے حلقے میں ہے اُس کا ذکر وہ خود بہتر طریقے سے کریں گے۔ باقی PPL کی محبتوں اور اُس کی سہولتوں کا ذکر وہاں سے وہ کریں اور ڈیرہ بگٹی کے نوجوان کریں گے۔ تو جناب والا 25 فیصد حصہ انہوں نے یہ کیا کیوں کہ فیڈرل گورنمنٹ کو بلوچستان کے قدرتی وسائل پر اپنی دسترس قائم کرنے کے لیے ہمیشہ ایک طریقہ کار چاہیے ہوتا ہے۔ انہوں نے 25 فیصد جو حصہ ہے وہ state on entities یعنی اس state on enterprises کی تین بڑی کمپنیاں ہیں۔ اس میں ایک ppl آیا ہے ایک او جی ڈی سی ایل ہے ایک private limited Pakistan holding ہے۔ پی ایچ پی ایل، پی پی ایل، او جی ڈی سی ایل تین کمپنیوں کی انہوں نے consortium بنائی جس کو نام دیا state on entities کا state on entities کو کہا 900 ارب روپے ہے 157 ارب روپے پاکستانی بنتے ہیں۔ آپ دے دیں ریکوڈک میں 25 فیصد حصہ کا مالک بن جاؤ گے۔ مجھے اس ایگریمنٹ سے کوئی مخالفت نہیں ہم نے انگریزوں کے ساتھ settle کرنا ہے۔ ہم نے ایکسیڈ کے فیصلے کو بھی کرنا ہے ہم نے بلوچستان کے اندر investment کے دروازے بھی کھلے ہیں۔ لیکن جو تحریک کار formula ہے میں اس کو تھوڑا سا reverse کرنا چاہتا ہوں اپنے دوستوں کو بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اس میں آپ بلوچستان کی حقیقی ملکیت constitution article (9) 172 کے subsection 3 کے تحت اس کو کیسے ensure کرسکتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اپنے انڈے کسی اور کے باسکٹ میں نہ ڈالیں۔ وفاقی حکومت کو جب بھی آپ نے اختیار دیا ہے انہوں نے آپ کے اختیار کا غلط استعمال کیا ہے۔ میں پی پی ایل کے حوالے سے تمام documents پڑے ہیں میں آپ کو بتاؤں کہ کن کن جگہوں پر پی پی ایل دس سال سے 18 ویں ترمیم کے تحت ہونے والے تمام آئینی قانون جو بھی

تبدیلیاں ہیں ان کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔اب formula کیا ہے اس کو آپ ثناء بلوچ formula سمجھ لیں۔اس کو اب بلوچستان کے عوام کا فارمولا سمجھ لیں۔ بلوچستان کے عوام کو بھی میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سو فیصد قدرتی وسائل پر آپ کی ملکیت کسی کی ہو نہیں سکتی سو فیصد آپ کا ہے آپ کی زمین میں پڑا ہے۔کسی کا مائی باپ نہیں لے جا سکتا۔لیکن جب آپ کاروباری طریقے سے develop کرنے کے لیے آتے ہیں تو producing rights یعنی پیداوار حقوق وہ آپ لوگوں کے ساتھ share کرتے ہیں۔تو لہٰذا بلوچستان کے نوجوانوں کو بھی جذباتی کرنے کی اس طرح بھی ڈرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ہم اگر partnership میں جاتے ہیں۔کسی کو کہتے ہیں میری زمین ہے آپ اس پر آکے اینٹ کا دکان بناؤ آدھا تمہارا آدھا ہمارا کاروبار کے کچھ اصول ہوتے ہیں اس سے بہتر اصول ہو ہی نہیں سکتا۔بیس سال سے ہم litigation میں گئے ہم عدالتوں میں گئے ریکوڈک کا کوئی حل نہیں نکلا اب نکل رہا ہے اچھی بات ہے ایک طرف ہوئی ہے 25 فیصد انہوں نے ہمیں دیا ہے۔15 فیصد اور 25 فیصد میں بھی تھوڑا سا ڈاما ڈول ہے جس میں میں کہتا ہوں کہ اُس میں بہت سے challenges درپیش ہوں گے کوئی بھی بلوچستان کی آنے والی صوبائی حکومت ہے۔باقی 25 فیصد میں جناب والا! 157 ارب روپے حکومت بلوچستان اپنے ذریعہ سے دے سکتا ہے اور اس کو میں ثابت کر کے دوں گا ہم کیوں SOES کو جو ہے state on entities جو ہمارے مقروض ہیں جن کے ہمارے ساتھ اچھے تعلقات نہیں ہیں بلوچستان میں تیل اور گیس کی پیداوار کے حوالے سے،ہم اُن کمپنیوں کو کیوں اپنا 25 فیصد حصہ دیں۔ہم ایک سال کی این پی ایس ڈی پی جو ہے قربان کر دیں اس کے لیے اگر ہم ایک سال کی پی ایس ڈی پی قربان نہیں کر سکتے یہ پانچ سال میں دینے ہیں ہر سال کے تیس ارب روپے اپنی پی ایس ڈی پی سے کم کر کے پانچ سال میں 157 ارب روپے فیڈرل گورنمنٹ کو واپس دے کے state on entities کو نکال کے 50 فیصد براہ راست بلوچستان حکومت کا share آپ اُس میں لکھ سکتے ہیں 50 فیصد اُن کا ہے taxes فیڈرل گورنمنٹ کو ملتے جائیں گے وفاقی حکومت مزہ

لیں ہمارے لوگوں کو بھی تسلی اور تشفی ہوگی کہ یہ دنیا کے مسلمہ قوانین کے تحت ایک پالیسی بنی ہے اُس میں اب طریقہ کیا ہے او جی ڈی سی ایل ہمارا بہت بڑا مقروض تو نہیں ہے لیکن میرے پاس ایک لسٹ ہے او جی ڈی سی ایل پاکستان میں اس وقت بلوچستان میں میں تقریباً ڈیرہ بگٹی اور جھل مگسی میں طارق صاحب چلے گئے،او جی ڈی سی ایل اس وقت ڈیرہ بگٹی اور جھل مگسی میں اس وقت جو ہے اُس کے operationals activities جاری ہیں۔وہاں اُس نے تیل اور گیس کے ذخائر نکالے ہیں اُن پر کام کر رہے اس کے علاوہ او جی ڈی سی ایل کو

concessional rights دیے گئے ہیں۔ جناب اسپیکر! آپ کا توجہ چاہیے جس میں آواران ہے، بارکھان ہے، گوادر ہے، جعفرآباد ہے، خاران ہے، خضدار ہے، قلعہ سیف اللہ ہے، کوہلو ہے، قلعہ عبداللہ ہے، لسبیلہ ہے، لورالائی ہے یعنی پورا بلوچستان ہے concessional rights میں نے ایک سال پہلے اس اسمبلی میں کہا ہمارے کچھ جرنلسٹ جو ہیں بادشاہ لوگ ہیں کافی چیزوں ہر اسمبلی میں advance میں بتا تا ہوں جس دن concessional دیئے گئے تھے آج سے دو سال پہلے وہ آئین کے خلاف تھے حکومت بلوچستان کی اجازت کے بغیر concessional دے دیا گیا ٹھیک ہے آپ نے اُن کو concession دے دیں ان پر operation جاری ہے آپ ان دونوں کمپنیوں کے ساتھ بیٹھ کے کہیں آپ ہمارے 30ارب کے مقروض ہیں چالیس کے مقروض ہیں 50ارب کے مقروض ہیں ادھر رکھ دیں۔ جب 40 سے 50ارب روپے اُن سے آپ کو مل جائیں گے رہ جائیں گے آپ کے 70 سے 80ارب روپے جتنے بھی آپ کے رہ جاتے ہیں اُس کو آپ ملا کے فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ 5 سے 10 کے انسٹالمنٹ پر۔ ہمیں فیڈرل پی ایس ڈی پی سے حصہ ملتا ہے ہم دس ارب روپے اُن سے کہہ دیں گے کہ آپ ادا کریں۔ 15ارب روپے پی ایس ڈی پی سے کاٹ دیا کریں گے اپنے قرضے لے کے 25 فیصد جو وفاقی حکومت state on entities کے نام سے رکھنا چاہتا ہے جناب والا! میرا پہلے یہاں یہ ہے کہ وہ 25 فیصد ہم نے واپس لینا ہے۔ ہم کسی ایگریمنٹ کے خلاف نہیں ہیں ہم کسی معاہدے کو ہم undo نہیں کرنا چاہتے ہیں۔ اور مَیں اُس کے دس سال کی تاریخ میں نہیں جانا چاہتا ہوں ساڑھے چھ سو صفحات کی میرے پاس یہاں وہ پوری دستاویز پڑی ہے جو بلوچستان کے سابقہ حکومتیں بارات لے کے جاتے تھے اور وہاں ہوٹلوں میں سو جاتے تھے لیکن Tethyan copper company دو وکلاء کے ساتھ Tethyan copper company جو ہیں بلوچستان کا یہ کیس جیت گیا اُن سے۔ ہم تو سارے چکر کیلئے جاتے تھے۔ تو جو دس سالوں میں پچھلی حکومتوں نے غلطیاں کی ہیں نہ کوئی صحافی لکھے گا، لوگ study نہیں کرتے، تحقیق نہیں کرتے پڑھتے نہیں، سنی سنائی باتوں پر یقین کر کے ہم اس معاہدہ کو بلوچستان کے عوام کے مفادات کے مطابق اور یہ Extractive industries transparency initiative کے جو بنیادی مسلمہ اصول ہے جناب والا! اُسکے تحت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ کیوں کرنا چاہتے ہیں اور اس میں دو یا چار اور خامیاں ہیں جن کی طرف مَیں آنا چاہتا ہوں۔ مثال کے طور پر اس میں جو main anglais وہ حکومت بلوچستان نے اچھا کیا۔ ایک اچھا قدم ہے 164 square kilometers پر سو کلومیٹر پر لے آئیں۔ لیکن تقریباً ملا جلا کے 380 اور 382 سکوائر کلومیٹر جو ایریا اس کو exploration licence کر دیا گیا ہے

۔ مائننگ لائسنس الگ ہوتا ہے اور یہ الگ ہوتا ہے۔ٹیکسیز اس کے تحت اُن کو وہاں پر زون بنا کے اُن کو ایکسپورٹ وہاں سے اُن کی free ہونگی اُن پر کوئی ٹیکس نہیں ہوگی۔لیکن حکومت بلوچستان نے اس میں مَیں نے دیکھا ایک اچھی بات کی ہے کہ ہم اپنے ٹیکسز معاف نہیں کرینگے اور فیڈرل گورنمنٹ نے یہ کہا ہے کہ ہم آپ کے ٹیکسیز reimbursed کردیں گے۔یعنی پتہ چل جائے کہ آپ کے 25 یا 30 روپے ٹیکس کی مد میں ہم نے معاف کردیئے وہ ہم آپ کو 25 یا 30 روپے دے دینگے آپ اس کو کرنے دیں۔لیکن اس کے لئے بھی آپ کو ایک گرانٹی کا میکنیزم بنانا پڑیگا جو پیسہ اسلام آباد کے جیب میں جاتا ہے اُن کے خزانے میں جاتا ہے اُس کے بعد اُس کا واپس بلوچستان کے غریب الحال عوام کے لئے لانا ایک دردسر ہے اور کبھی بھی نہیں آتا۔ایک اس میں اور خامی جو ہے وہ CSR کے حوالے سے جس کو کہتے ہیں corporate social responsibility پوری دنیا میں تیل، گیس یا کوئی بھی اس طرح کی بڑی کمپنی جب جاتی ہے تو وہ کسی خطے میں جب معاہدات کرتے ہیں تو دنیا میں اس وقت دو سے تین فیصد اور چار فیصد جو ہیں وہ corporate social responsibility جس کو CSR کہا جاتا ہے اُس کی مد میں پیسے رکھے جاتے ہیں لیکن اس کی مد میں سی ایس آر کی مد اُنہوں نے 1.04 فیصد یہ لکھا ہوا ہے کہ ہم دینگے۔اُس میں سے (مداخلت) نہیں 1 فیصد اُنہوں نے کہا ہے کہ initially جب پورا ہم جائیں گے تو ایک دفعہ one time، ایک فیصد جو ہیں وہ ہم ضلع چاغی میں لگائیں گے لیکن اُس کے بعد per annum یعنی سالانہ 0.04 فیصد جو ہیں وہ CSR کی مد میں ہم دینگے۔دنیا کے اندر جناب والا! یہ Extractive industries transparency initiative جو 52 ممالک افغانستان، ناروے، سویڈن، کنیڈا، امریکہ، امریکہ نے ابھی withdraw کرلیا۔دنیا میں یہ سارے عرب ممالک Extractive industries transparency initiative کے ممبرز ہیں اُدھر ---(اذان عصر)

جناب ڈپٹی اسپیکر: ثناء بلوچ صاحب conclusion آجائے۔

جناب ثناءاللہ بلوچ: میں ختم کررہا ہوں جناب والا! میرے کہنے کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ CSR کی مد میں بھی کوئی بھی اپنا فون اٹھائیں۔موبائل اس نے natural mental resource کی comparison -international of comparison of CSR۔CSR کو لگائیں آپ کو دومنٹ میں پتہ چل جائے گا کہ پوری دنیا میں جو CSR ہیں وہ 2 percent 3 percent 4 percent چلا گیا ہے تو لہٰذا CSR کیا ہوتا ہے CSR یہی ہیں جہاں آپ اس علاقے کی اس

community کی اس society کی اس علاقے کی اس صوبے کی عوام کی فلاح و بہبود کے لیے براہ راست خرچ کرتے ہیں باقی جو پیسہ آتا ہے جو آپ کو رائلٹی اس سے ملتا ہے وہ حکومت بلوچستان کی صوابدید پر ہوتا ہے کہ کیا خرچ کریں اب میں جناب اسپیکر! آخر میں اس بات پر کیوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ وفاقی حکومت کی بھی ذمہ داری بنتی ہے۔صوبائی حکومت کی ذمہ داری بھی بنتی ہے میں نے ایک جو محسوس کیا وفاق میں ایک۔ابھی شاید جو نئی حکومت آئے گی وفاق میں اس کیسامنے بہت بڑے challenges ہیں۔اس میں شاید election reform ایک challenge ہیں اس میں شاید اور بھی بہت سے ادارتی reform challenge ہیں لیکن ان کے سامنے ایک بہت بڑا challenge ہے وہ بلوچستان کے اندر Reconciliation process ہیں جس کو کہتے ہیں بلوچستان کا عمل۔ اور بلوچستان میں مصالحتی عمل یا Reconciliation بلوچستان کی ہر نوجوان کی دلجوئی بلوچستان کے ہر انسان کو یہ محسوس کروانا کہ میرے وسائل کے حوالے سے میرے ساحل کے حوالے سے میرے قدرتی وسائل کے حوالے سے میرے ساتھ انصاف ہو رہا ہے۔ یہ Reconciliation process کا بنیادی ہیں جو نقطہ ہوگا بلوچستان کے لیے۔اور یہ جو 25% ہیں یہ کسی باہر کے ملک کے لوگوں کے ساتھ نہیں ہے کہ اس کو لانا مشکل ہوگا اگر وفاقی حکومت 200 ارب روپے کے موٹروے 300 ارب روپے کا ایک اور موٹروے لاہور میں بنا سکتے ہیں جناب والا! 150 ارب روپے کے بدلے 25% کا واپس بلوچستان حکومت کو دیدیں وہ ثناء بلوچ کی فرمائش نہیں اس آئین کے آرٹیکل 172 کے شق 3 کے تحت بلوچستان کے ان نوجوانوں کے حوالے سے جو بلوچستان میں آج بھی وفاق سے آئین سے اس کی گارنٹیوں سے میرے اور آپ کے طرز حکمرانی سے مطمئن نہیں ہے ان سب کو مطمئن کرنے اور slowly۔ بلوچستان کو اندر بہتر لانے کا ایک بنیادی نقطہ ہوگا اگر آپ اس کو اسی طرح برقرار رکھیں گے۔ایک ایسا agreement ہوگا لوگوں کے سامنے نہیں لایا جائے گا لوگ مجھ پر مشکوک ہوں گے جناب والا! لوگ اس اسمبلی پر بھی مشکوک ہوں گے لوگ اس حکومت پر بھی مشکوک ہوں گے اور سونا اور چاندی تو اپنی جگہ ابھی تک دفن ہیں۔ مجھے ڈر یہ ہیں کہ کئی باہر کی کمپنی ادھر کام کرنے آجائیں اور لوگ اس کے سامنے رکاوٹ بن جائیں یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ پیش بندی کرتے ہوئے پیشنگوئی کرتے ہوئے میں وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت بالخصوص اپنے دوستوں سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ جو فارمولہ ہم نے دیا ہے وہ قابل عمل ہے اس پر ہم بیٹھ کر مزید بات بھی کر سکتے ہیں بلوچستان کو 50 فیصد حصہ ہم دلوا بھی سکتے ہیں اور انشاءاللہ بلوچستان کا کو 50 فیصد لے کر رہیں گے thank you very much۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ثناء بلوچ صاحب آیا قرارداد نمبر 141 منظور۔۔

نوابزادہ گہرام بگٹی: جناب اسپیکر صاحب! میں بولنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی نوابزادہ صاحب۔

نوابزادہ گہرام بگٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے تو جس طریقے سے یہ معاہدہ ہوا ہے اور بول رہے ہیں کہ جی government entity کا اگر PPL اور OGDCL کے حوالے اگر بات کی جائے تو میرے خیال میں سب سے زیادہ جو affected ہو یا جن کے ساتھ جو تعلقات ہو وہ ڈسٹرکٹ ڈیرہ بگٹی کے لوگوں یہ کمپنی اس کے ساتھ ہے۔اور ایک بات ضرور واضح کرنا چاہتا ہوں on the record۔پچھلے 70 سال سے ہم لوگ رو رہے ہیں بگٹی قوم۔کیونکہ 53-1952 میں جب گیس discovery ہوا تھا ہمیں بھی ایسے خواب دیکھائے گئے کہ یہاں بہت بڑا ڈیولپمنٹ ہوگا اور یہاں روزگار ہوگا۔آپ کے بچے اچھے اسکولوں میں پڑھیں گے آپ کے پاس بڑے اچھے hospitals ہوں گے۔روڈ ہوں گے لیکن معذرت کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ 70 سال ہوگئے کہ سوئی کے عوام کے پاس گیس بھی نہیں ہے لکڑیاں جلا رہے ہیں اور گیس جہاں سے نکل کر جارہی ہے وہ 10 فٹ آگے سے پائپ لائن جارہی ہے۔

اور پچھلے دو مہینے سے اور ایک بات ضرور یہ بتا دیتا ہوں کہ یہ companies اتنی بڑی powerful ہیں کہ یہ بلوچستان حکومت کو ماننا ہی نہیں چاہتے ہیں یہ عدالتوں کے فیصلے بھی نہیں مانتے ہیں یہ وفاقی فیصلوں کو یا حکومت کو بھی نہیں مانتے ہیں۔سپریم کورٹ آف پاکستان کی رولنگ ہے 2013 کی کہ جہاں گیس فیلڈ کمپنی گیس نکلی exploration 5 kilometer radius کے اندر آپ کو free اُس cast کو provide کرنا ہے وہ بھی نہیں مانتے ہیں جی۔انہوں نے بلوچستان حکومت کیساتھ معاہدہ کیا ہے کہ ہم ہر سالانہ آپ کے 25 جس کے اندر diploma holder engineer آپ کے ہم ہر سالانہ اس کو روزگار دیں گے۔معذرت کے ساتھ وہ بھی نہیں مان رہے ہیں۔پچھلے دو مہینے سے وہاں کے نوجوان سوئی کے اندر بھوک ہڑتالی کیمپ لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں PPL management ان کی بات بھی نہیں سن رہی ہے۔تو سب سے پہلے اگر ہو سکے میری request ہے کہ جی اگر اس پر آپ رولنگ دیں۔یہاں آپ یہاں سے ایک کمیٹی بنا کر بھیج دیں کہ وہاں جا کر دیکھیں کہ ہمارے ساتھ کیا ناانصافیاں ہو رہی ہیں آنے والے چیز تو بعد کی بات ہے جو ہم لوگوں کا حق ہے وہی ہمارے چھینا جارہا ہے۔اگر آپ OGDCL کی بات کرتے ہیں پچھلے 16 سال سے بگٹی قوم کے زمین قبضہ کرکے land mafia لینڈ مافیاء کی طرح وہاں بیٹھے ہوئے ہیں ان کے کرایے کے پیسے بھی

نہیں دیتے ہیں ۔ آپ بتائیں کہ اگر ہم نے ان کوریکوڈک دے دی ہمارے ساتھ بعد میں کیا حال ہوگا میں تو آپ کو وہ بتارہا ہوں جو ہمارے ساتھ پچھلے 70 سال سے ہوتا آرہا ہے۔

اسپیکر صاحب اس پر آپ رولنگ دے دیں وہاں نوجوان آج تک بیٹھے ہوئے ہیں ان کے ماں باپ نے اپنے پیٹ کے اوپر پتھر باندھ کرکے ان کو پڑھایا لکھایا انجینئر ڈپلومہ ہولڈر بنایا آج وہ وہاں پچھلے دو مہینے سے بیٹھے ہوئے ہیں آپ بتائیں کہ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ پچھلے 8 سال سے PPL اپنا lees renew نہیں کررہا بلوچستان حکومت سے۔ جی میرے خیال میں یہ زوآور ہیں kindly اگر آپ رولنگ دیدیں باقی جو بھی ہوگا وہ دیکھا جائیگا جی۔ بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ بگٹی صاحب۔ میرا خیال سے کھیتران صاحب بات کرلیں۔ جی اصغر اچکزئی صاحب آپ بولیں۔

جناب اصغرخان اچکزئی: جناب اسپیکر صاحب! میں مختصر بات کرنا چاہتا ہوں میں خود اس قرارداد سے متعلق ہمارے بھائی ثناء صاحب نے جو وضاحت کی میں خود حیران ہوں کہ اول تو ثناء یا بلوچستان نیشنل پارٹی اس معاہدے کے ایک لحاظ سے تو حق میں لگ رہا ہے۔ کہ یہ جو کچھ ہوا ہے اچھا ہوا ہے اس میں یہ یہ مسئلے اگر حق ہو جائے۔ یعنی یہ بھی فرمارہے ہیں کہ ہمیں اس agreement کا پتہ بھی نہیں ہے۔ یہ ناں پٹرولیم گیس منسٹری کی ویب سائٹ پر ہیں اور نہ بلوچستان حکومت کے ویب سائٹ پر ہیں۔ جب آپ کو معاہدے کا پورے کے پورے طرح سے پتہ ہی نہیں ہے تو اس میں فوائد آپ کیا کیا ڈھونڈیں گے۔

جناب اسپیکر! یہ تو اچھا ہوا کہ ہمارے بھائی گہرام صاحب نے 47ء سے لے کر آج تک جتنے بھی معاہدات بلوچستان کے وسائل سے متعلق ہوئے ہیں وہ آپ کے سامنے رکھیں ہیں۔ اور میں اگر یہ کہوں کہ بلوچستان کا اصل مسئلہ جو ہمیں درپیش ہوا۔ نواب اکبر خان بگٹی کی شہادت کی صورت میں جس سے اس وقت پورا بلوچستان جل رہا ہے وہ ان معاہدات کے خلاف ورزی کی وجہ سے ہوا۔ جو گیس اور تیل کمپنیوں کے ہمارے ڈیرہ بگٹی سے لے کر پورے بلوچستان میں جہاں جہاں پر بھی معاہدات ہوئے اس کی مسلسل خلاف ورزیاں ہوئی ہیں اور میں اس بات پر حیران ہوں کہ ہم معاہدے کے بعد گارنٹی مانگ رہے ہیں۔ یعنی ہم معاہدہ ہونے کے بعد گارنٹی مانگ رہے ہیں یہ گارنٹی پھر کس سے ہمیں ملے گی یعنی اگر ہم دیکھ لیں کہ آپ کے گوادر سے لے کر آپ کے سائل وسائل تک اس وقت بلوچستان میں جس بھی لیول پر یا حکومتی سطح پر یا انٹرنیشنل کمپنیوں کے ساتھ ہمارے agreement ہوئے ہیں کیا بلوچستان میں ایک شخص بھی ان معاہدوں پر آج تک عمل درآمد ہوتے ہوئے

مطمئن ہے۔کوئی بھی مطمئن نہیں ہے۔

تو جناب اسپیکر! میں تو کہتا ہوں کہ ہمیں 25% دیئے ہیں 25% دیئے جانے چاہیے۔اس بحث کے بجائے سب سے پہلے ہمیں اس ہاؤس سے یہ قرارداد منظور کروانا چاہیے متفقہ طور پر۔کہ جو معاہدہ ہوا ہے اس معاہدے کو لفظ ٹو لفظ اس ٹیبل پر ہم سب کے سامنے رکھا جائے تا کہ پورے ہاؤس کو پورے بلوچستان کو پتہ ہو ہم نے اس دن بھی اس بریفنگ کی مخالفت کی ۔ ہم آج بھی کہتے ہیں کہ in camera briefing کیوں۔open briefing کیوں نہیں کہ ہم بلوچستان کی ایک ایک چیز سے با خبر ہوں ہمارے وساحل ہمارے ہاتھ سے نکل رہے ہیں ہمارے وساحل پر لوگ اپنے مسائل حل کرنے جارہے ہیں جب کہ اس پر in camera briefing کا نام دے کر اس کو نہ بلوچستان کے عوام کے سامنے نہ اس مقدس ایوان کے سامنے رکھنے کی کوئی کوشش کر رہے ہیں تو جناب والا! میں تو حیران ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اچکزئی صاحب مختصر کریں۔

جناب اصغر خان اچکزئی: تو جناب اسپیکر میں تو حیران ہوں اس قرارداد پر اول تو ہمیں اپنی پوزیشن واضح کرنی چاہیے کہ کیا اس قرارداد کی رو سے پھر ہم یہ سمجھیں کہ ہم اس معاہدے کے حق میں ہیں اور دوسری بات یہ ہیں کہ جب ہم قرارداد کی ایڈمسیبلٹی میں یہ بھی فرما رہے ہیں کہ ہمیں معاہدے کی اصل رو کا پتہ تک بھی نہیں ہیں یہ معاہدہ کسی بھی لیول پر کسی بھی ویب سائٹ پر یا حکومت بلوچستان کے یا گیس کمپنیوں کے ویب سائٹ پر ہم نے نہ پڑھا ہے نہ دیکھا ہے تو جناب! معاہدے کا صحیح تک پتہ نہیں ہے اور جس طرح گہرام بھائی نے رو کر کہا آپ کے سامنے۔کہ ہمارے ساتھ بلوچستان میں اس وقت تک جتنے بھی معاہدے ہوئے ہیں اس کا حشر پوری قوم کے سامنے ہے تو سب سے پہلے بجائے اس کے کہ ہم 25% کم کریں 25% زیادہ کریں۔ہمیں پرسنٹیج یہ بڑی بدقسمتی ہے اس صوبے کی کہ یہاں پر ہر لیوال پر پرسنٹیج سے بات شروع ہوتی ہے پرسنٹیج پر بات ختم ہوتی ہے یہ پرسنٹیج کب تک ہمارے ذہن سے نکلے گا۔کب تک ہم پورے کے پورے حق و حاکمیت اور ملکیت کی بات کیوں نہیں کرتے ہم ہر لیوال پر محکموں سے لے کے وسائل تک وسائل سے لے کے صوبے تک اللہ نہ کریں کہ کل ہم اس صوبے کو کسی کے آگے کسی پرسنٹیج پر بھیج نہ ڈالیں تو پرسنٹیج سے پہلے جناب اسپیکر ہم اس ایوان کے توسط سے یہ مطالبہ کرنا چاہئے کہ پورے کے پورا معاہدہ ہمارے سامنے رکھا جائے ہم نے اُس دن بھی اُس بریفنگ سے اختلاف رکھا ہم نے کہاں کہ یہ اوپن بریفنگ ہونی چاہئے پوری قوم کے سامنے ہونا چاہئے یہ کیا ان کیمرہ یعنی اگر کوئی اس میں چوری کا عنصر شامل نہیں ہے خدانخواستہ اس میں فراڈ اور دھوکہ دہی کا عنصر شامل نہیں ہے تو پھر کیوں

کیا چیز چھپایا جا رہا ہے پھر قوم کے سامنے اصل حقیقت اور حقایق کیوں نہیں رکھے جا رہے ہیں تو جناب اسپیکر ہم اس پر سنٹیج کے کم اور زیادہ کے حق میں بالکل نہیں ہے سب سے پہلے معاہدہ ٹیبل ہونا چاہئے معاہدے کو دیکھ کے اُس کے ایک ایک شق پر پوری قوم کو آگاہ کرنا چاہئے اُس کے بعد پھر فیصلہ کرنا چاہئے کہ ہم نے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا ہے اور دوسری بات میں ثناء بھائی سے اس بات پر وضاحت چاہتا ہوں کہ as a party آپ اس معاہدے کے حق میں ہے پرسنٹیج پر بات بگڑی ہوئی ہے مطلب کیا طریقہ کار ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال سے مختصراً ثناء بلوچ صاحب آپ نے بات کر لی اس پر مختصراً کیوں ایک اور قرارداد بھی سردار کھیتران اور میر اسد بلوچ لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے وہ بھی آج ہے۔ دو دو منٹ سب کو میں موقع دیتا ہوں اس پر۔ مختصر ایک منٹ ثناء بلوچ صاحب نے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر۔ میرے محترم دوست اصغر خان صاحب عمر میں مجھ سے بڑے ہیں روزہ اگر اُن کو لگا ہوا ہے مجھے اس بات کا علم نہیں ہے میں نے شروع ہی آئین کے آرٹیکل 172 شق 3 سے کیا جس میں حق ملکیت کی بات کی گئی ہے میں نے اپنی دوسری بات جو کی میں نے وہ ٹرانسپریسی انٹرنیشنل کا extractive industries transparency initiative کا اُن کو بتایا دوسری اُن کو معاہدے کی خدوخال وہ شاید پڑھتے نہیں ہیں میں کوئی بھی چیز ہوتا ہے ضروری نہیں ہے کہ آپ کے سامنے پلیٹ میں معاہدہ رکھے آپ انتظار کریں اور آپ مہینہ ایک مہینہ پہلے ادھر اسمبلی میں مجھ سے پہلے تھے آپ یہ بات کر سکتے تھے آپ نے آج تک نہیں کی میری قرارداد کے انتظار میں (شور شور) ایک منٹ ایک منٹ اصغر صاحب ایک منٹ۔ آپ نے بات کی میں نے نہیں کی (شور شور شور) یہ اخبارات پڑے ہیں لکھے گئے ہیں آرٹیکلز لکھے گئے ہیں یہ مس عاصمہ سلیم ملک صاحبہ ہے ڈپٹی جنرل منیجر لیزنگ لیسٹنگ ڈیپارٹمنٹ نے لیٹر لکھا تھا سٹاک ایکسچینج کو جس میں اُس نے ذکر کیا تھا ان کو ایک اور معلومات بھی نہیں ہیں دو منٹ کیلئے جب انسان legislative Assembly کا ممبر بنتا ہے میں ایک چیز پڑھوں گا ان کی معلومات کیلئے (شور شور شور) سر ایک منٹ میں ان کو سمجھتا ہوں شاید ان کو اتنی علم ہوگی دوستوں کو۔ روزہ ہے میں کسی جھگڑے میں نہیں پڑھنا چاہتا ہوں۔

The process to finalize and approve definitive agreements including the stabilization of the fiscal regime pursuant to the mineral agreement would involve legislative and judicial validation .اب

جناب والا! اگر آپ تھوڑا سا اخبار جہاں پڑھ لیں آپ انتظار میں رہتے ہیں کہ کوئی تقریر کریں آپ اُلٹا ایک منفی

اپنا بیانیہ دے دیتے ہیں میں آپ کو بتاؤں کہ اس وقت اس ایگریمنٹ کو اپنی فائنل شکل میں آنے کیلئے اس کیلئے اسمبلی کی قانون سازی کی ضرورت ہوگی نمبر ایک . نمبر دو اس ایگریمنٹ کو فائنلز ہونے کو اسی لئے تو جناب والا آپ ثناء بلوچ ایک دن اسمبلی میں نہیں آیا تو آپ لوگوں کے منہ میں بھی تو زبان ہے آپ لوگ بھی بلوچستان کے حق کیلئے بول لیا کریں تین ساڑھے تین سال میں جام صاحب کے ساتھ آپ تھے جام صاحب نے ایک کمپنی بنائی اُس میں تو گورنمنٹ بلوچستان کا نام اس سے نکال دیا تھا۔ آپ نے اُس وقت وہاں بات نہیں کی اب دیکھئے میں بلوچستان میں negative politics نہیں کرتا , غلط بات نہیں کرتا چاہتا. ایک بات میں بتاؤ اچھا دوسری بات یہ ہے judicial validation کیا ہے جناب والا! اگر آپ کو یاد ہوگا 2013 میں ریکوڈک کے حوالے سے سپریم کورٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ ٹیتھان کمپنی کے ساتھ جو چاغی ، joint venture agreemnet وہ غلط ہے لہذا اُس کو بھی اپنے نے ریورس کرنا ہے اس کو آپ نے عدالتوں میں میں جانا ہے یہ تو ابھی کھیل شروع ہوا ہے ہم اس میں اصغر خان صاحب اپنا ایک فارمولا دیں تجویز دیں ہر وقت negative ہونے کی پرسنٹیج کی بات نہیں کریں گے تو کس چیز کی آپ بتائیں 50% ہے اس میں آئین نے لکھا ہے 50 فیصد تو آپ آئین کو بھی غلط کہیں جب آپ کا آئین میں 50% تہہ ہوا ہے تو میں اس کو کہوں کہ 200% (شور شور) تو جناب والا میرے لئے اصغر خان میرے لیے بہت قابل احترام ہے چیزوں کو کبھی کبھی positive لیا کریں ہم بلوچستان کے اس معاملے پر چاہتے ہیں کہ اگر ہم سے پہلے غلطیاں حکومتوں سے ہوئی ہیں ابھی آنے والی حکومتوں سے کوئی غلطی نہ ہوں آنے والی تو جناب والا آپ میرے خیال میں فلور دوسرے دوستوں کو دینا چاہتے ہوں ۔ (شور شور شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ جناب ۔ اگر ایک دوسرے کو direct جواب دیں گے تو پھر (شور شور) اچکزئی صاحب آپ بیٹھ جائیں ۔

اصغر خان اچکزئی: جناب اسپیکر صاحب ! یہ بات کرنے تو دیں گھنٹہ گھنٹہ ہر ایک چیز پر بات کرنا یہ کوئی طریقہ نہیں ہے (شور شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال میں روزے ہم لوگوں کو لگ رہے ہیں order in the House سردار کھیتران صاحب مختصراً 2 منٹ بات کریں ۔ ثناء بلوچ صاحب تشریف رکھیں ۔ آپ دونوں تشریف رکھیں کھیتران صاحب فلور کے آپ کے پاس ہے ۔ دو منٹ مختصر بات کریں ۔ آپ کے مختصر بھی جو ہے ۔ ۔ ۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر مواصلات وتعمیرات): جناب اسپیکر صاحب بہت بہت شکریہ، میں تھوڑی

سی اس پر مختصر وقت میں روشنی ڈالونگا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بہت زیادہ مختصر، آپ کا مختصر بھی جو ہے۔۔۔

وزیر مواصلات وتعمیرات: آپ مجھے بتادے جتنا ٹائم ہے پھر وہ آجکل جیسے تراویح پڑھاتے ہیں۔کوئی تیز پڑھتا ہے کوئی آہستہ پڑھتا ہے میں ویسے ہی بولتا جاوں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اصل میں آپ اور اسد بلوچ کا دوسرا قرارداد بھی آج کے دن پیش ہونا ہے.

وزیر مواصلات وتعمیرات: جی سر! گزارش یہ ہے کہ میں کسی کی bad beating نہیں کرنا چاہتا ہوں ہماری حکومت کو ٹوٹل چار پانچ مہینے ہوئے ہیں۔الحمدللہ ہم سے پہلے جام صاحب جو ہمارے لئے بہت قابل احترام ہے ان کی حکومت تھی۔ہاں میں تھا اس میں شامل،لندن کے یاترا ہوئی امریکہ کی یاترا ہوئی پتہ نہیں کہاں کہاں،اس سے پہلے ڈاکٹر مالک صاحب کی حکومت تنزانیہ تک گئے میٹنگیں ہوئیں۔ان کی نمائیندگی تو نہیں ہے ادھر، شکر الحمدللہ کہیں پر بھی وہ بتا دیں کہ جی اتنا عرصہ جو ہم نے جیسے ثناء صاحب نے کہا کہ بڑے بڑے delegation گئے جھوم جھام کے گھوم گھام کے واپس آ گئے،تو کیا ملا؟۔پھر جام صاحب کی حکومت نے last میں 10% پر agree کیا،الحمدللہ جب ہماری حکومت آئی تو ہم نے stand لیا اس پر۔اب دیکھیں اربوں ڈالر کے ہم مختلف مما لک میں انہوں نے پاکستان کی پراپرٹی کو۔۔four Fit کرنے کی کوشش کی عدالتوں کے فیصلے تھے،اس حکومت کو یہ کریڈیٹ جاتا ہے کہ دو کمپنیاں تھیں ایک کمپنی سائیڈ پر ہوگئی، میں یہاں وزیراعظم پاکستان عمران خان کا بہت مشکور ہوں، میں آرمی چیف قمر باجوہ کا بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے ذاتی طور پر دلچسپی لے کے بہت بڑا مسئلہ تھا۔انٹرنیشنل مسئلہ تھا وہ حل کرایا، آئی ایس آئی کا چیف تھا،اس کی ذاتی کوششیں۔اسی طریقے سے ہمارے منرل ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری، ڈی جی، منسٹر اور میرے سی ایم صاحب، دیکھئے آپ فائنل کر چکے تھے 10% پر،اس حکومت کو کریڈیٹ جاتا ہے کہ 25% پر ہم لے گئے، 25% فیڈرل گورنمنٹ لے جائیگی۔50% جو کمپنی آ کے انویسٹ کر رہی ہے،اربوں ڈالر کی انویسٹمنٹ کر رہی ہے، ایکسپلوریشن اس کی جیسی انہوں نے بتایا 380 کلومیٹر پر ہے،سو کلومیٹر اگر وہ 380 اس قابل ہے کہ وہاں مائننگ کی جائے تو ہم نے تو ابھی تک صرف ایک سو کلومیٹر کا معاہدہ ان کیساتھ کیا ہے۔لیکن میں یہاں بتاتا چلوں کہ مائننگ لائیسنس کیلیئے وہ ابھی apply کریں گے اس کے بعد یہ سلسلہ آگے چلے گا۔گزارش یہ ہے کہ میں ایک چھوٹی سی آپ کو معلومات دینا چاہوں گا، گوادر معاہدہ ہوا ہے سوئی کا معاہدہ ہوا ہے، سینڈک کا معاہدہ ہوا ہے، اوچ پاور کا معاہدہ ہوا ہے، حبکو کا معاہدہ ہوا ہے منرل ڈیپارٹمنٹ میں سینکڑوں کے حساب سے معاہدے کیے۔۔میرا

خیال ہے کہ بلوچستان کو آج تک ایک پائی کا شیئر بھی نہیں مل رہا ہے۔ 1952 میں جیسے گہرام نے کہا کہ سوئی میں گیس ذخائر دریافت ہوئے، فیڈرل گورنمنٹ کیساتھ معاہدہ ہوا، OGDCL وغیرہ جو بھی کمپنیاں تھی، 15% پر ہوا ہے 9% پر بھی ہوا ہے آپ مجھے دکھا دیں میں چیلنج کرتا ہوں کہ صوبے کا ایک پرسنٹ شیئر ہے کیا آپ بتا سکتے ہو،نہیں ہے ان سب معاہدوں میں، یہ نوزائیدہ حکومت جو چار پانچ مہینے کی اس کی ٹوٹل عمر ہے تمام جرمانے جو ریکوڈک کے ایک پارٹی کو چلی گئی انہوں نے کہا کہ وہ بھی فیڈرل گورنمنٹ نے جو بھی جرمانے ہیں وہ بھر رہے ہیں ،تمام اخراجات فیڈرل گورنمنٹ اٹھا رہی ہے۔ as simple as it is ہمیں 25% بغیر کسی خرچے کے اس بلوچستان کو شیئر ملے گا، رائلٹی اور دوسرے ٹیکس وہ بدستور اپنی جگہ پر قائم ہے۔ دیکھئے ہم تو صرف یہ مانگ رہے ہیں ہم کسی کی bad beating نہیں کر رہے ہیں یہ سلسلہ شروع ہوا ڈاکٹر مالک صاحب کی حکومت سے ،اس کے بعد سردار ثناء اللہ کی حکومت آئی، اس کے بعد جام صاحب کی جس میں میں بھی حصہ دار تھا، گو کہ وہ پانچ سال میں وہاں پر اپوزیشن میں اور پابند سلاسل تھا۔ کسی نے اخر میں جام صاحب کو بھی یہ کریڈیٹ جاتا ہے کہ کم ازکم ادھر تو کوئی اس کا net share یا اس کا کوئی رزلٹ نہیں تھا 10% پر انہوں نے agree کیا تھا ہم وہ نہیں مانے ہم نے جتنی مشکلات برداشت کیں، جتنی فیڈرل گورنمنٹ کے سامنے یا دوسری جگہوں پر مشکلات برداشت کی ہوں ہم جانتے ہیں ہم اس کو 25% پر لے آئے۔ سی ایس آر کا انہوں نے ذکر کیا 0.4۔ 1% one time وہ اس علاقے میں اچھا 64 کلومیٹر کا ایریا ہم ساتھ دیا اس پر وہ مائننگ نہیں کر سکیں گے کچھ بھی نہیں کر سکیں گے وہاں پر ائیر پورٹ بنائیں گے مختلف facilities قائم کریں گے یا ان کا جو کچرہ وغیرہ ہوگا وہ ڈمپ کر سکتے ہیں۔ اب بھی اگر آپ اس حکومت کو شاباشی نہ دیں تو میرے خیال ہے یہ بڑی زیادتی ہوگی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ سردار کھیتران صاحب،

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: سر! ایک سیکنڈ، ہم ہمارا مقصد کیا ہے جناب اسپیکر صاحب۔ بلوچستان میں حالات آپ دیکھ رہے ہیں، پہلا آپ دوسرا میں، تیسرا ثناء صاحب، اصغر صاحب یہ چاہتے ہیں کہ یہاں پرسکون ہو investor آئے، اللہ نے اس صوبے کو معدنی وسائل معدنی دولت سے مالا مال کیا ہے ہماری پسماندگی کا کیا بنیادی جو وجہ ہے، کہ یہاں پر investors وہاں پر جائیگا جہاں پر اس کو سکون ملے گا پلس چار پیسے ملیں گے، ہم نے یہ معاہدہ کیا ہے یہ بنیاد ہے، ایک نئے بلوچستان کی بنیاد ہے جہاں پر آپ موسی خیل جاتے ہو میں بارکھان جاتے ہوئے، ظہور صاحب تربت جاتے ہوئے، اصغر صاحب چمن جاتے ہوئے، کئی پر اس کی گاڑی کو بریک نہ لگے کوئی چیک پوسٹ نہ ہو، یہ جب ماحول پیدا ہوگا تو investor آئیگا یہاں پر کارخانے لگیں گے انشاءاللہ

ہوگی، تمام سلسلے ہونگے، جہاں پر آپ کا کچھ بھی ایک تو تحفظ ہی نہیں تو کوئی نہیں آئیگا تو ہم exploration۔ نے یہ بنیاد ڈالی، یہاں کے مقامی لوگوں کو اٹھ ہزار لوگوں کو روزگار ملے گا، اربوں روپے کی انویسٹمنٹ آ رہی ہے پھر آپ لوکل لیول پر دیکھے کہ کار ریلی ہوتی ہے وہاں پر ریڑھیاں لگتی ہے لاکھوں کروڑوں کی ٹرانزکشن ہوتی ہے جب اتنی بڑی کمپنیاں آتی ہیں تو آپ اس علاقے کی خاص کر اس علاقے کی پھر اس صوبے کی قسمت بدل جائیگی یہ تو شروعات ہے جناب میں ثناء صاحب سے گزارش کروں گا کہ بحیثیت ایک بلوچستانی کے ہم اگر ان چیزوں میں پڑیں گے قراردادوں میں، اگلے یہ اچھا میسج انٹرنیشنل لیول پر نہیں جائیگا۔ تو میں یہ چاہونگا کہ ہم مل بیٹھ کے جتنا حق اس صوبے پر میرا ہے مجھ سے زیادہ ان کا ہے، اس سے زیادہ ان کا ہے، بیٹھے کوئی اس میں خامیاں ہیں معاہدہ ہو چکا ہے، ایکسپلوریشن لائسنس کیا اس پر مائننگ لائسنس کیلئے وہ اپلائی کر رہے ہیں ہم بیٹھیں گے مزید بھی اس میں جو بہتری لا سکتے ہیں آپ کے مشورے ہمارے سرآنکھوں پر، ہم ایک دوسرے کو الزام تراشی کیلئے آپ اس کا حصہ ہیں میں حصہ نہیں ہوں، اصغر خان صاحب کی پارٹی اس گورنمنٹ کا حصہ ہے، اب وہ کہیں کہ جی ہم حصہ نہیں ہیں حزب اختلاف کہتی ہے جی ہم حصہ ہیں یا نہیں، مہربانی کر کے میں دست بستہ گزارش کروں گا کہ آپ اپنی قرارداد پر بول چکے ہیں، میں نے ایک چھوٹا سا اس کا ایک معمولی سا جائزہ پیش کر دیا ہے یہ کوئی ایسی کتاب نہیں ہے کہ خدانخواستہ ہم اس کو پبلک کریں گے تو ہم نے کوئی اندر سے کوئی ایسی چیزیں اپنے لئے خفیہ رکھی ہیں کہ اگر وہ پبلک ہوگئی تو ہم چوری میں پکڑے جائیں گے یا کرپشن میں پکڑے جائیں گے۔ میں ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ اس صوبے کے مفاد میں پہلا ہمارا یہ صوبہ پھر پاکستان، ہم نے اس کے مفاد میں کابینہ سے یہ منظور ہو چکا ہے ہمارا معاہدہ ہو چکا ہے اور پرسنٹیج کا کوئی 0.4 پر یہ بھی ہر سال اس پر ہم بیٹھیں گے ان کے ساتھ ہم نے ان پابند کیا ہے ایک ایک لفظ میں پابند کیا ہے، بہت ساری چیزیں ہم ایسی کی ہیں کہ ایسے نقاط اٹھائے کہ شاہد اس پر فیڈرل گورنمنٹ بھی ناراض ہوگئی تھی تو الحمدللہ یہ معاہد ہے یہ ہم تو نہیں ہوں گے ہم تو عمر کی اس اسٹیج میں ہے شاید ثناء صاحب کا اس دور میں چار پانچ سال گزر جائیں گے یہ بیچ والے پیریڈ کو چھوڑ کے ہم عمر کے اس میں، ہم اپنے بچوں کیلئے ایک اچھا معاہدہ اور ایک اچھا میسج چھوڑ کے جا رہے ہیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ کھیتران صاحب۔ مٹھا خان کاکڑ صاحب آپ اخری میں بات کرے دو ممبرز رہتے ہیں اس کے بعد پھر آپ بات کر لیں۔ مختصرا کیونکہ ایک قرارداد اور بھی باقی ہے ٹائم کم ہے۔

میر ظہور احمد بلیدی: شکریہ جناب اسپیکر۔ ٹھیک ہے۔ جناب اسپیکر ہمارے ملک میں اور ہمارے صوبے میں یہ عادت ہے ہر وقت کہ ہم ہر چیز کو سیاست کی نظر کر دیتے ہیں، اور ایک دوسرے کی جو سیاسی مخالفت کی وجہ سے

اپنی رائے قائم کرتے ہیں۔ جب کوئی حکومت میں ہوتا ہے تو اس سے ہر چیز بڑی خوبصورت اور اچھی دکھائی دیتی ہے اور جب حکومت سے باہر چلا جاتا ہے تو ہر چیز کو وہ تنقیدی نظر سے دیکھتا ہے۔ جناب اسپیکر جہاں تک یہ پراجیکٹ ریکوڈک کا تعلق ہے تو یہ ایک بہت پرانا سلسلہ ہے جب 1993 میں شاگی ہیلز ایکسپلوریشن جوائینٹ پراونشل ایگریمنٹ ہوا تھا اس کے بعد یہ سلسلہ شروع ہوا اور مختلف ادوار میں مختلف ایگریمنٹس ہوئے، barrik gold اور Antofagasta company کیساتھ پھر ان کا joint venture بنا ۔ ٹی سی سی پی اس کے ساتھ پھر 2008 میں جب حکومت بنی، تو اس وقت اس renegotiate کیا، اور میں کہتا ہوں کہ غلط فیصلہ ہوا میں نے اس وقت بھی کیبنٹ میں ہمارے بہت سے ممبران گواہ ہے کہ میں نے مخالفت کی اور اسمبلی فلور پر آ کے مخالفت کی، کہ یہ انٹرنیشنل ایگریمنٹس ہے اس کو اس طرح ڈیل نہیں کیا جاتا۔ لیکن بدقسمتی سے اس وقت ایک ایک اتھارٹی بنائی اور ایک شخص جس کا نام ثمر مبارک مند تھا اس کو اس کا چیرمین بنا دیا اور اس سے کہا گیا کہ جی ریکوڈک اتھارٹی اس کو develop کریں۔ اس وقت ہماری opinion یہ تھی کہ دنیا میں حکومتیں سمارٹ ہوتی جارہی ہیں حکومتیں اپنی سائز چھوٹی کرتی جارہی ہیں، حکومتیں اپنے آپ کو پالیسی لیول تک restrict کرتی جارہی ہیں، ہمارے ہاں تو مصیبت یہ ہے کہ ہم ایک اسکول اور ہسپتال صحیح طرح سے چلا نہیں سکتے ہیں۔ تو اتنا بڑا پروجیکٹ کیسے مینج کریں گے لیکن چونکہ شاید اس وقت میں جو فیصلہ ہوا تھا اس وقت جو ہمارے حکمران تھے انہوں نے ٹھیک سمجھا اور اس کو بند اور ختم کر دیا۔ پھر سپریم کورٹ نے یہ جو معاہدہ ہے اس کو جو ہے اپنی مہر لگا دی اسکے بعد ٹی سی سی پی وہ چلی گئی asset میں جس میں اس نے سٹیٹ آف پاکستان کو فریق بنایا. پھر اسی کمپنی نے انٹرنیشنل آف کامرس میں گورنمنٹ آف بلوچستان کے خلاف کیس دائر کیا. تقریباً یہ دس سال کا ایک legal pattern تھا جس میں اسٹیٹ آف پاکستان کو کوئی 58. بیلین ڈالر کی پینلٹی پڑی۔ اور یہی خدشہ اور اندیشہ تھا کہ آئی سی سی ، میں گورنمنٹ آف بلوچستان کو کوئی چار بیلین ڈالر کی پینلٹی پڑ جائے گی اور اس judgement میں اس wordic میں یہ بھی mention تھا کہ اگر حکومت پاکستان بروقت وہ پینلٹی کمپنی کو ادا نہیں کرے گی تو اس کو 7. ملین ڈالر per day لگے گا جو بعد میں increase ہوتا گیا اور 6.4 بلین ڈالر تک پہنچ گیا تھا پڑے جناب اسپیکر یہ اس کا ایک چھوٹا سا بیک گراؤنڈ ہے جو ہمارے محرک کو بھی اچھی طرح پتہ ہے۔ اب حکومت بلوچستان یا حکومت پاکستان کے پاس کونسا آپشن رہ گیا تھا کہ وہ گیارہ بلین ڈالر اٹھا کے اس کمپنی کو دونوں کو دے یا آوٹ آف کورٹ settlement کرے definitely دنیا میں جہاں یہ بھی اس طرح کی بڑی کمپنیاں جاتی ہیں آفریقہ میں بھی گئیں ہیں اور بھی بہت سے مما لک ہیں جہاں پر وہ expolaration کررہے ہیں وہاں

ان کے حکومتوں کے ساتھ ریپس بھی کھڑے ہوجاتے ہیں انٹرنیشنل کورٹس میں بھی جاتے ہیں انکے سیٹلمنٹ کا طریقہ کار بھی ہوتا ہے اور سب سے بہتر اور feasible جو طریقہ کار تھا وہ تھا out of court settlement اور میں حیران ہوں کہ ہمارے محرک جب یہ چار پانچ چھ مہینے حکومت بنی جس کا میں بھی حصہ تھا بدقسمتی سے، تو اس میں انہوں نے کوئی بات نہیں کی اور جب یہ فیصلہ ہوا کہ ان کیمرہ بریفنگ دی جائے گی ان کیمرہ بریفنگ کیوں ہوتی ہے کہ آپ ایک کمپنی کے ساتھ اگریمنٹ کرنے جارہے ہیں اگریمنٹ کی finalization سے پہلے آپ اگر اس کو اوپن کریں تو پھر اس پر politics شروع ہوجائے گی لوگ اپنی opinion develop کرنا شروع کردیں گے اور وہ اگرمنٹ متاثر ہوسکتا ہے جس میں بھی حصہ تھا لیکن محرک صاحب اس وقت نہیں تھے. شاید اپنی ذاتی وجوہات کی وجہ سے بیرون ملک گئے ہوئے تھے حالانکہ ان کو ہونا بھی چاہیے تھا سوشل میڈیا میں بڑا آیا کہ چونکہ انہوں نے خود یہ بات کہی کہ جی پوری اسمبلی جو ہے ثناء بلوچ کو کہتی ہے کہ وہ صرف اس صوبے کے حقوق کا دفاع کرتے ہیں. اب جب یہ قرارداد منظور ہوئی ہے جس میں 20% ایکوئٹی ہے اب جب اگریمنٹ ہوا اگریمنٹ میں حکومت کے پاس جو کمپنی کے ساتھ شراکت داری کرنے کا ایک طریقہ کار رہ گیا تھا وہ اسکے ساتھ ایک joint venture میں ایک consortium بنائی۔ اب کنسورشیم حکومت بلوچستان تو اس کا حصہ نہیں بن سکتی consortium کیلئے ضروری ہے کہ آپ کو یا آپ اوپن بڈنگ میں چلے جائیں اور مارکیٹ سے کمپنی ہائر کرے بہترین آپشن یہ رہ گیا تھا کہ سٹیٹ آن انٹرپرائزز۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تھوڑ مختصر کریں۔

جناب ظہور احمد بلیدی: چونکہ اہم ایجنڈا ہے تو اس پر تھوڑا بولنے دیں اس پر available چونکہ وہی تھے ان کو ملا کر اور ایک کمپنی جس نے یہ opt کیا کہ وہ اس سے باہر نکل جائے گی Antofagista اس نے کہا کہ جی مجھے اپنے نو سو ملین ڈالر پینلٹی چاہئے اور دوسری کمپنی جو بیرک گولڈ ہے اس نے کہا کہ میں دوبارہ واپس آ کے اپنی انوسمنٹ جاری رکھوں گا۔ یہ ایک حکومت کی ناکارکردگی ہے نہ آپ ایک حکومت کی جو ہے اس کی برائی کہہ سکتے ہیں یہ چونکہ دس سال کا ایک لیگل بیٹل تھا وہ چلتا رہا تو اس میں 25% 50% تو بیرک گولڈ کو چلا گیا اور 50% وہ پاکستان کے حصے میں آیا۔ جس میں 25% شیئر ہولڈر ہوں گے state on interprises اور 25% کے شیئر ہولڈر ہوگا گورنمنٹ آف بلوچستان اور ایک consortium بنادی جائے گی اس میں ایک گورنمنٹ آف بلوچستان کا ایک اور بھی رائلٹی بھی پانچ پرسنٹ ڈالی گئی تھی اب جو 25% کی ایکوئٹی ہے وہ net profit سے ملے گی اور جو 5 پرسنٹ رائلٹی ہے وہ گراس پروفٹ سے ملے گی جو گروس پرفیٹ اس کو کہتے

ہیں جس میں آپ ٹیکسیشن وغیرہ باقی چیزیں include کریں اور جونیٹ پروفٹ ہے ٹیکسیشن وغیرہ باقی خرچہ وغیرہ نکال کر جو پرافٹ رہتا ہے اس کو جو ہے وہ نیٹ پروفیٹ کہتے ہیں جس میں گورنمنٹ آف بلوچستان 25% کا جو ہے شیئر ہولڈر ہے۔اب مجھے کوئی بتائے کہ دنیا کے جو best پریکٹسز ہیں وہ کیا ہیں وہ افریقہ میں بھی کرتے رہے ہیں باقی جگہوں میں بھی کرتے رہے ہیں اور یہ جو لیگل ٹیم ہے جو ہماری جو نیگوسیشن جنہوں نے کی ہے جس میں گورنمنٹ آف بلوچستان کے لوگ تھے۔میرا خیال ہے کہ ایک بہترین جو ہے اور ایک موضوع ایک معاہدہ کیا ہے البتہ جو cooperate سوشل responsibility کی جب بات انہوں نے کی۔اس وقت بتایا گیا تھا کہ پچاس کروڑ ڈالر ہیں اور بعد میں کھیتران صاحب فرمارہے ہیں کہ 4. پرسنٹیج ہے جو monthly ہے تو میرا خیال ہے کہ دس ارب ڈالر کی انوسمنٹ آرہی ہے اور ہمیں ترقی کا جو عمل ہے اس کے آگے کھڑا نہیں ہونا چاہیے اور اپنی جو سیاسی convenience ہیں۔اس کے مطابق ہمیں اپنا فیصلہ نہیں کرنا چاہیے جب چیزیں موافق تھیں اور معاملات ٹھیک چل رہے تھے تو اس وقت ان کیمرہ بریفنگ سے پہلے معاہدے سے پہلے کوئی بیان نہیں آیا کوئی اس طرح کی بات نہیں ہوئی اور جب ایک تبدیلی پورے پاکستان میں آرہی ہے جس میں کریڈٹ دوں گا تمام پولیٹیکل پارٹیز کو کہ وہ اس کا حصہ رہیں including بلوچستان عوامی پارٹی جس نے اپنے چار ممبران دیے ہیں لیکن شاید اس کو خراج تحسین پیش کرنا مناسب نہیں سمجھا ہمارے کچھ دوستوں نے تو اس تبدیلی کو جب اس کے اثرات جو ہیں پھیل رہے ہیں پنجاب بھی گئے ہیں آگے پیچھے بھی شاید جائیں گے اب اس موقع پر یہ قرارداد لانا اور اس پر جو ہے ایک پروجیکٹ پر سیاست کرنا ایک عجیب سا جو ہے لگتا ہے تو اس وجہ سے میری گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ظہور بلدی صاحب۔

جناب ظہور احمد بلیدی: کہ اس قرارداد کی فی الحال ضرورت نہیں ہے ہمیں جب ٹائم تھا اس وقت تو ہم خواب خرگوش میں تھے سوئے تھے جب اب ٹائم گزر گیا ہے اب آ کے سیاست کرنا یہ میرے خیال سے ٹھیک نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ جی یونس عزیز زہری صاحب۔

میر یونس عزیز زہری: جناب اسپیکر ثناء نے اگر یہ کہا ہو کہ 25% سے 10% کریں تو پھر ہم ثناء کی اِس قرارداد کی مخالفت کریں گے، اگر ثناء نے یہ کہا کہ 25% سے 50% ہو تو وہ اُس نے اپنے گھر کے لیے بھی نہیں کہا ہے خاران کے لیے بھی نہیں کہا ہے اُس نے اِس بلوچستان کے لیے کہا ہے۔میرے خیال میں اگر ہم بلوچستان کی بات کرتے ہیں تو اپنی سیاست کو ایک سائیڈ پر رکھ کر ہم بات کر لیں۔اِس میں ثناء نے جو article

پیش کیا اور ثناء نے جو یہ قرارداد یہ لائی ہے اُس میں یہ کہا ہے کہ جی 25 سے ہمیں 50 دے دیں۔ میرے خیال میں کوئی ایسا ہمارا ممبر نہیں ہوگا وہ یہ نہیں چاہتا ہوگا کہ بلوچستان کو 25 کی بجائے 50 مل جائے۔ اگر کوئی مخالفت کرے گا تو وہ سیاسی اگر اُس میں مخالفت کرے تو میرے خیال میں بلوچستان اُس بندے کو بھی معاف نہیں کرے گا۔ کیونکہ اِس میں بہت ساری چیزیں جناب اسپیکر مجھے پتہ ہے کہ آپ مجھے بات کرنے نہیں دو گے۔ جلدی جلدی کرو گے تو اِس میں جو وفاق کے جو ہمارے پاس جیسے ثناء نے کہا ہے کہ جی ہمیں خدشہ ہے کہ یہ 10% بھی ہمیں مشکل سے ملے یا نہ ملے۔ ان میں ایک کمپنی جو مجھے تجربہ ہے اِس کا کہ ہمارے پاس خضدار میں کام کررہی ہے کہ مَیں روز روز جناب مٹھا خان صاحب سُن لیں۔ کہاں گئے مٹھا خان صاحب۔ اُس کو پتہ ہی نہیں کہ کون کیا ہے۔ BME کے نام سے ہمارے پاس جو کام کررہے ہیں مَیں روز اُس کے بارے میں یہاں چیختا ہوں چلاتا ہوں اُنھوں نے یہ معاہدہ اُس نے کیا تھا اور معاہدہ بھی ختم ہو گیا پھر بھی وہ کہتے ہیں کہ جی ہم CSR 2% کی مَد میں دے رہے ہیں وہاں کے علاقے والوں کو۔ اِس دفعہ اُنھوں نے 12 دانے چنگچی رکشے لوگوں کو دیئے۔ 2% کی مَد میں وہ 12 دانے چنگچی وہ ریکارڈ میرے پاس ہے ڈپٹی کمشنر کے through اُنھوں نے 12 دانے چنگچی تقسیم کیئے۔ تو یہ بھی اِسی طرح کا معاہدہ ہوگا تو کل کو لوگ ہمیں کہیں گے 12 دانے چنگچی یہاں 12 دانے ایمبولینس ہو سکتے ہیں یہ لوگ دے دیں۔ تو اِس طرح کی چیزیں یہاں پر ہوں گی۔ جناب اسپیکر یہ BME کے یہاں PPL کے ساتھ اُن کا اشتراک ہے، مَیں اُن کے MD یہاں کوئٹہ میں بیٹھتا ہے، مَیں نے اپنے PS کو روانہ کیا جا کر اِن سے ٹائم لے لیں تاکہ مَیں اِس بارے میں اُن سے ملوں تو اُنھوں نے کہا کہ مَیں کسی MPA سے نہیں ملتا ہوں۔ مَیں اِس کے بارے میں قرارداد بھی لے کر آؤں گا، اُنھوں نے میرا استحقاق مجروح کیا۔ اور اُس نے کہا کہ مَیں نہیں ملتا ہوں جس کو بات کرنی ہے وہ فون پر بات کرلے وہ بھی ٹائم مل گیا تو مَیں بات کروں گا نہیں تو مَیں کسی کا پابند نہیں ہوں۔ تو جناب اسپیکر یہ ہمیں خدشات ہیں جیسے ثناء نے کہا کہ ہمیں خدشات یہی ہیں کہ اِسی طرح کی جو کمپنیاں اِس میں شامل ہیں آپ رولنگ دے دیں اِس میں میرے خیال میں کوئی حرج نہیں ہے کہ جی ہمیں 25 سے 50 دیا جائے۔ اِس میں اگر آئین کو دیکھا جائے آئین کے علاوہ اخلاقیات بھی ہمیں یہی کہہ رہے ہیں اور بلوچستان بھی ہمیں یہی کہہ رہا ہے۔ یہ سب ہمیں یہی کہہ رہے ہیں اِس کی اب ہم مخالفت کریں گے یا اِس کے خلاف بات کریں گے میرے خیال میں یہ کوئی منطق نہیں ہے، ابھی تک معاہدہ complete نہیں ہوا ہے اگر معاہدہ complete ہوتا پھر ہم کہتے کہ جی معاہدہ complete نہیں ہوا ہے تو اِس قرارداد کو میرے خیال میں تمام دوستوں سے میری گزارش یہی ہوگی کہ وہ اِس قرارداد کو منظور کرلیں اور

بلوچستان کے حق میں اِس کا فیصلہ دے دیں۔شکریہ

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی سید احسان شاہ صاحب۔

سید احسان شاہ(وزیر محکمہ صحت): شکریہ جناب اسپیکر!مَیں آپ کا ممنون ہوں مَیں کوشش کروں گا کہ زیادہ ٹائم نہ لوں چونکہ افطار کا ٹائم بھی قریب ہے۔جناب والا قرارداد جو اسمبلی کے اندر زیر بحث ہے وہ ہر حوالے سے بلوچستان کے لیے بہت ہی اہمیت کی حامل ہے۔لیکن جس طرح دوستوں نے اظہار خیال کیا جس پر ظہور بُلیدی صاحب نے جو اپنی speech میں کہا کہ دیکھیں یہ معاہدہ تو ابھی کا نہیں ہے یہ بہت عرصے سے جس میں ٹی وی چینلز کی اگر بات کی جائے تو اُنھوں نے بھی بلوچستان کے متعلق لوگوں کے نام لے کر بتائے کہ فلاں کا اتنا حصہ فلاں کا اتنا حصہ پھر اُس وقت کے وزیر اعلیٰ نے کہا کہ جناب مَیں اُس اینکر کے خلاف کورٹ میں جا رہا ہوں دوسرے دن اینکر نے پھر ٹی وی پر آ کر کہا کہ جناب مَیں آپ کے نوٹس کے انتظار میں ہوں آپ جائیں کورٹ میں اور میرے پاس ثبوت ہیں دینے کے لیے۔تو اب ہم اُن تمام چیزوں سے نکل کے ایک صاف شفاف معاہدہ کی جانب جانا چاہ رہے ہیں تو جہاں تک ثناء صاحب کی بات ہے کہ ہمیں 50% ملنا چاہیے ہم کہتے ہیں کہ ہمیں 100% ملنا چاہیے۔لیکن کیا آیا یہ ممکن ہے پچھلی صوبائی حکومت نے تو 10% پر share اور 5% پر رائلٹی۔اِس پر فیصلہ ہو چکا تھا یہ تو نئی حکومت جب حکومت change ہوئی اُس کے بعد پھر اِس حکومت نے کہا کہ نہیں 10% جو share دے رہے ہیں وہ کم ہے البتہ رائلٹی چونکہ بلوچستان گورنمنٹ کی تھی 5 minerals پر پھر اُس کے بعد ہم گئے ہائی کورٹ میں جب بڑھائی ہم نے رائلٹی تو وہ لوگ ہائی کورٹ گئے ہمارے اپنے ٹھیکیدار گئے ہائی کورٹ میں اُس نوٹیفکیشن کو suspend کیا جس پر کہ رائلٹی وہی 5% ہی رہی۔لیکن جناب اِس میں اور بھی بہت ساری شقیں ہیں بہت ساری چیزیں ہیں اُس دن بھی مَیں نے یہاں گزارش کی تھی کہ دیکھیں یہ سونے اور تانبے کا ریکوڈک ہے لیکن ضروری نہیں کہ اُس کے exploration کے ٹائم پر صرف یہی دھات ہوں اِس میں اور دھات بھی آسکتی ہیں مثلاً اِس میں قیمتی دھات اِیسے آسکتی ہیں جن کے بارے میں ہمیں نہیں پتہ اُن کے متعلق بھی agreement ہونے چاہیں کے وہ سب سے پہلا حق اگر اِس میں نئی کوئی دھات آ گئی اُس کو retain رکھنے کا پہلا حق حکومت پاکستان کا ہوگا۔بلوچستان کا ہوگا اُس کے بعد اگر یہ نہیں لیتے تو پھر اُس کے بعد اُس کو انٹرنیشنل مارکیٹ میں bidding پر لے جائیں گے۔

جناب والا اِس میں جو سُننے میں آ رہا ہے اِس وقت جو space technology ہے، communication technology ہے، اِن میں بہت سارے جو development دنیا میں ہو

رہی ہیں اِنہی technologies میں ہو رہی ہیں۔ ہاں space technology میں بہت زیادہ جو کہ کہتے ہیں کہ اِس exploration کے دوران شائد ایسا کوئی material نکلے جو اِن انڈسٹریوں میں شامل ہوں۔ جو war industry بھی اُس میں شامل ہے۔ یہ تین بہت اہم سیکٹر ہیں جن کی وجہ سے، تو ثناء صاحب نے جو فارمولا دیا اُس پر تو مَیں سوچ سکتا ہوں یا مَیں مطلب ذہن بن سکتا ہے کہ ٹھیک ہے باقی 25% تو مل گئے ہمیں 25% کے لیے اُنھوں نے لینے کا فارمولا دیا وہ بالکل قابل عمل ہوسکتا ہے وہ فیڈرل گورنمنٹ سے بات کی جاسکتی ہے ٹھیک یہ ہمیں آہستہ آہستہ آپ آگے جا کر یہ share ہم آپ کو اپنے حصے سے پیسہ دیتے رہیں گے آپ یہ share ہمیں transfer کرتے رہیں۔ اِس پر تو بات کی جاسکتی ہے۔ لیکن اِس میں ایک اور گزارش کر دوں کہ جناب ایک چیز پر مَیں confuse ہوں چونکہ اب جو آئین کے Article کا حوالا دیا تھا ثناء صاحب نے میرے خیال میں یہ اٹھارویں ترمیم کے بعد تیل اور گیس پر لاگو ہے، اِس سے قبل جو 1973 کے آئین میں mineral تو سارا صوبائی subject ہے۔ اُس کو 1973 کے بنیادی آئین میں جو بنیاد تھا جب آئین وجود میں آیا اُس وقت بھی mineral جتنے تھے وہ تمام کے تمام صوبائی subject تھے اُس میں فیڈرل گورنمنٹ کا کوئی نہیں ہے تو مَیں سمجھتا ہوں کہ mineral وہ تمام صوبے کے وہ ہمارے اپنے ہیں فیڈرل گورنمنٹ کا اُس میں کوئی حصہ نہیں ہے ہاں اٹھارویں کے بعد تیل اور گیس مکمل طور پر مرکزی حکومت کے ہوتے تھے چاہے کسی بھی صوبے کے اندر وہ دریافت ہوں۔ اٹھارویں ترمیم نے اُن کو آدھا آدھا کیا۔ ٹھیک ہے آدھا فیڈرل گورنمنٹ کا آدھا اُس صوبے کا جہاں سے وہ نکل رہا ہے تو میرے خیال میں یہ agreement جو ہوا ہے اِس سے بہتر deal ہمارے لیے اچھا ایک گزارش کروں اِس گورنمنٹ نے ایک اور کام کیا پہلے تو جو بلوچستان حکومت ہے بلوچستان کے minerals کے کمپنیاں تھیں دواُن کمپنیوں کے نام پر share 10% جو ہمارے تھے اُن کمپنیوں کے نام پر ہونے تھے جب کہ اُن کمپنیوں کے اندر مرکزی گورنمنٹ کا 10% حصہ ہے۔ پھر کمپنی کا rule قانون یہ ہے جناب والا کہ کمپنی کو جو profit جاتا ہے وہ taxable ہے وہ اُس پر ٹیکس لگتا ہے ٹیکس لگنے کے بعد پھر اُس کو وہ منافع وہ دیتے ہیں لیکن اِس جو نیا agreement ہونے جارہا ہے سب سے اچھی بات technical بات یہ ہے کہ ہم کہا کہ نہیں اِس میں آپ کمپنیاں شامل نہیں ہوں گی حکومتیں جہاں کمپنی کا نام آئے گا وہاں پر ہوگا حکومتِ بلوچستان لہٰذا وہ ٹیکس سے بھی ہم بچ جائیں گے اور اُس میں فیڈرل گورنمنٹ کے 10% حصے سے بھی بچ جائیں گے۔ تو میرا خیال ہے جو agreement ہونے جارہا ہے اِس سے بہتر aggreement نہیں ہوسکتا اور اِس کو ہم جانے دیں لیکن ثناء صاحب والی بات کہ آگے کا ہم plan رکھیں کہ

آ گے ہم اِس کو لے سکتے ہیں تو اِس کو ہم لے لیں گے۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی

جناب مبین خان خلجی: جناب اسپیکر! اجلاس بہت دیر تک چلا رہے ہیں ادھر جو staff ہے یا پولیس والے ہیں اُنہوں نے پھر اِسکے بعد اسلحہ جا کے پولیس لائن میں جمع کریں گے پھر وہ گھر جائیں گے، یہاں پر تو سارے وہ چلے جائیں گے اُنکا کیا نام ہے، تو اُنکو وہ کرنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی مٹھا خان کاکڑ صاحب۔

جناب مٹھا خان کاکڑ (مشیر برائے محکمہ معدنیات): مہربانی جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر معدنیات صاحب بات کرے بغیر کیسے منظور کریں؟

مشیر برائے محکمہ معدنیات: جناب اسپیکر! جو ثناء صاحب نے آج پھر کوئی آرٹیکل اُٹھایا پتہ نہیں کونسا آرٹیکل ہے، اصل بات یہ ہے کہ بلوچستان کی سب سے بڑی بدبختی یہ ہے کہ mines and minerals ہمارے، لیکن کون لیکر جا رہا ہے؟ اُسی دن جو in camera briefing جو ہوئی تھی ساری پارٹیاں ادھر بیٹھی ہوئی تھیں تو سارے اِس پر متفق ہوئے تھے جو اُنہوں نے ہم نے ساری چیزیں بتائیں کہ یہ یہ rule ہوگا یہ یہ حصہ ہوگا تو سب نے ماننا ہے یہاں۔۔۔ (شور شرابہ)۔ جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ لوگ مٹھا خان کاکڑ کو بات کرنے دیں۔۔۔ (مداخلت)۔

مشیر برائے محکمہ معدنیات: جناب اسپیکر! یہ لوگ یہ دھندہ کرتے ہیں۔۔۔ (بہت سے آراکین ایک ساتھ بول رہے ہیں)

جناب ڈپٹی اسپیکر: order in the House

جناب مٹھا خان کاکڑ: اِس کو دھندہ ابھی میں آپکو، اِسکا پردہ میں ابھی اُٹھاؤں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ لوگ بات کرنے دیں۔

جناب مٹھا خان کاکڑ: پردہ آج میں اُٹھاؤں گا۔ بات سنو۔ یہ آرٹیکل اُس دن نہیں تھا؟ یہ آرٹیکل اُس دن نہیں تھا آپ نے کیوں نہیں اُٹھایا تھا۔ آج دیکھو بلوچستان کا فائدہ ہو رہا ہے۔ یہ لوگ بلوچستان کا فائدہ نہیں چھوڑ رہے ہیں۔ اچھا مجھے یہ جواب دینا ہے یہ جو آپ نے جو agreement کی تھی جو company کے ساتھ یہ کس نے کی تھی؟ بلوچستان حکومت نے کی تھی؟ پھر آپ نے یہ جو نقصان ہوا تھا آپ نے کیوں فیڈرل کے گلے میں fit کر دیا؟ تو آپ نے اپنا جو نقصان ہے فائدہ ہے خود اُٹھاؤ۔ تم نے کہا کہ بس آپ ابھی نقصان فیڈرل

آپ اُٹھاؤ، فائدہ ہم لیں گے۔ فیڈرل نے کیا گناہ کیا ہے؟ اُس کے جتنے اثاثہ جات تھے باہر ملک میں سارے منجمد ہوئے اُنہوں نے کہا ہم نہیں دیں گے، ہم اِس کو ختم کریں گے تو پھر آپ نے کیوں اُسی دن یہ فیصلہ نہیں کرنا تھا کہ ہم اپنے بجٹ سے یہ پیسے ادا کریں گے یہ 6 ارب dollar تو ہم آپ کو اختیار نہیں دیں گے تو سب نے اِدھر چپ کر کے، اور آپ نے مجھے یہ بتانا ہے، یہ جو حکومت الٹی کردی آپ نے کلٹی دی ہے تو کس نے دی ہے؟ تو آپ لوگوں نے دی ہے۔ تو آپ نے آج فیصلہ کیا ہے یہ فیصلہ تم نے کیا ہے آپ لوگوں نے یہ فیصلہ کرلیا ہے ابھی عوام کو کیا دیکھانا چاہتے ہیں؟ یہ اپنے record میں لانا چاہتے ہیں، فلاناں تاریخ میں اُٹھ گیا تھا، فلاناں تاریخ میں مَیں نے یہ کردیا میں نے آرٹیکل دکھائے لوگوں کو۔۔۔(مداخلت)۔۔۔عوام کی آنکھوں پر پٹی مت باندھو۔ عوام کے آنکھوں پر پٹی مت باندھو۔ میں نے یہ آرٹیکل اُٹھایا، میں نے تو بات کیا میں نے تو ایسا نہیں کیا، حصہ بنایا، ثناء صاحب مہربانی کرو جو فیصلہ ہوا ہے اچھا ہوا، اور جن لوگوں نے کیا بہت اچھا کیا ہے، ہاں 6 ارب ڈالر سے 10 بنتا تھا کل 20 بنتے تھے تو پاکستان کے بس کی بات نہیں تھی۔ آج الحمداللہ فیصلہ ہوا % 25 ہمیں مفت میں ملتا ہے۔ مفت میں۔ 180 ارب روپے سالانہ ہمارے پاس آتا ہے۔ تو 180 ارب روپے تو ہم جب خرچ کرتے کرتے تو ہم تھک جائیں گے۔ آج مہربانی کرو، لوگوں کو آپ نے وہ نہیں دیکھانا ہے آپ نے جو فیصلہ کیا ہوا ہے خود کیا ہوا ہے آج وہی فیصلہ۔۔۔(مداخلت)۔۔۔آپ لوگوں نے کیا ہے، یہ تو آپ لوگ ہمارے ساتھ اِسی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے کسی نے آرٹیکل نہیں دیکھایا۔ آج آرٹیکل دیکھا رہے ہیں لوگوں کو، دیکھاتے ہو، مت دیکھاؤ مہربانی کرو۔ اسپیکر صاحب! جو فیصلہ ہوا ہے اچھا ہوا ہے، جنہوں نے کیا ہے اچھا کیا ہے۔ وزیراعلیٰ صاحب نے کیا ہے اچھا کیا ہے۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 141 منظور کی جائے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: جو قرارداد کے حق میں ہیں وہ کھڑے ہوجائیں۔ اِس پر گنتی ہوگی

جناب ڈپٹی اسپیکر: جو قرارداد کی مخالفت میں ہیں وہ کھڑے ہوجائیں گنتی کے بعد

جناب ڈپٹی اسپیکر: چونکہ قرارداد نمبر 141 کو ہاوس میں موجود اراکین اسمبلی کی اکثریت کی حمایت حاصل نہیں ہوئی لہٰذا قرارداد نمبر 141 نامنظور کی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب اسداللہ بلوچ صاحب آپ اپنی مشترکہ قرارداد پیش کرنے کی بابت تحریک پیش کریں۔

جناب اسداللہ بلوچ (وزیر برائے محکمہ زراعت): thank you جناب اسپیکر صاحب! میں اسداللہ بلوچ

صوبائی وزیر برائے محکمہ زراعت، قاعدہ نمبر 180 کے تحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ ذیل قرارداد کو پیش کرنے کی بابت قاعدہ نمبر 225 کے تحت، قاعدہ نمبر (2) 23 کے لوازمات سے exempt قرار دیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا تحریک منظور کی جائے؟ آوزیں ہاں/ناں

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔لہٰذا اسد بلوچ صاحب آپ اپنی مشترکہ قرارداد پیش کریں۔

وزیر برائے محکمہ زراعت: ہرگاہ کہ Election Commission of Pakistan نے صوبہ بلوچستان ماسوائے کوئٹہ اورلسبیلہ میں بلدیاتی انتخابات کا انعقاد کا اعلان کیا ہے۔جبکہ صوبے کے اہم اضلاع و تحصیلوں میں تسلی بخش، حلقہ بندی مکمل نہیں ہوئی ہیں، مذید براں مئی میں صوبائی حکومت بجٹ کے تشکیل سمیت دیگر اہم انتظامی معاملات میں مصروف عمل رہتا ہے۔صوبہ کے کئی اضلاع میں حلقہ بندیاں امن وامان، فنڈز سمیت دیگر مسائل کو مدِنظر رکھتے ہوئے یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ Election Commission of Pakistan سے رجوع کرے کہ بلوچستان میں بلدیاتی انتخابات کے انعقاد کو چھ ماہ کیلئے مؤخر کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی قرارداد پیش ہوئی ہے admissibility کی وضاحت فرمائیں اسد بلوچ صاحب۔

وزیر برائے محکمہ زراعت: جناب اسپیکر صاحب! جہاں تک Local Bodies کا تعلق ہے یہ صوبائی subject ہے،اِس میں ہونا تو یہ چاہیے کہ بلوچستان کے جتنے بھی political parties ہیں اور جتنے stakeholders ہیں اِن سب کو اعتماد میں لے کر پھر ایسا بڑا کوئی اگر اعلان ہوگا تب یہ ممکن ہے۔ملکی حالات اور واقعات کچھ ایسے تھے کہ فیڈرل گورنمنٹ میں عدم اعتماد کا ایک سلسلہ چل رہا تھا، بلوچستان سے سب سے بڑی پارٹی جمیعت علماء اسلام ہے، BNP ہے اور باقی جو ساتھی ہیں یہ وہاں مصروف کار تھے۔اور حالات یہاں کچھ ایسے ہیں کہ ہمارے پاس اتنے فنڈز بھی اس وقت نہیں ہیں۔ بجٹ بھی نزدیک ہے۔تو بلوچستان کے رقبے کے حوالے سے اگر دیکھا جائے تو بڑے پیمانے پر جو یونین کونسل ہیں اِن لوگوں کی رسائی اور فارمز کا جمع کرنا پھر political party کا، وہاں تک رسائی، اِس وقت یہ بالکل ناممکن ہے۔صوبے کی وسیع تر مفاد میں، یہاں کے حالات اور واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے چھ مہینوں کے لئے اگر انکو مؤخر کیا جائے تو بہتر ہوگا جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ اسد بلوچ صاحب۔جی سردار کھیتران صاحب۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: شکریہ جناب! یہ ہم نے قرارداد پیش کی ہے میں ایک دومنٹ لونگا اِس پر۔اصل

میں ہمیں، ہم الیکشن سے بھاگنا نہیں چاہتے۔ الیکشن کے لئے ہم ہر وقت تیار ہیں۔ لیکن چونکہ میں تھوڑا سا جیسے ہمارے اسد صاحب نے روشنی ڈالی ہے۔ اِس وقت رمضان شریف ہے، دوسری بات یہ ہے کہ گرمی کا peak season ہے، فنڈز مختص نہیں کئے تھے، فنڈز کا مسئلہ ہے گرمی کی position یہ ہوتی ہے بلوچستان میں کہ گرم علاقے کے لوگ نقل مکانی کر کے سرد علاقے میں چلے جاتے ہیں جیسے پورا نصیر آباد، جعفر آباد، سبی، کچھی یہ سارے۔ اِسی طریقے سے مکران میں بے اِنتہا گرمی ہوتی ہے، آپ کے اور ہمارے علاقے میں گرمی، پھر اِس وقت جو رمضان شریف ہے، اُس کی وجہ سے پھر چند دنوں میں ہمارے اور آپ کے اور گرم علاقوں کی مارچ، اپریل میں گندم کی کٹائی شروع ہو جاتی ہے، تو اکثر لوگ اِن چیزوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ تو اگر یہ مئی میں الیکشن ہوتے ہیں تو ایک تو fair نہیں ہوسکیں گے اور 50 % سے زیادہ لوگ اِس میں participate نہیں کر سکیں گے۔ تو ہم اِس قرارداد کے ذریعے میں بلکہ اس کو کہوں گا کہ تمام علاقوں کو میں پورے ایوان کو، گزارش کرونگا کہ یہ متفقہ قرارداد اگر الیکشن کمیشن آف پاکستان اور یہاں تک اگر اسے سپریم کورٹ آف پاکستان کو بھی بھیجا جائے کہ ہمارے بلوچستان میں بلدیاتی انتخابات کو 6 ماہ کے لئے موخر کئے جائیں تو آگے انشاء اللہ ہمیں مسئلہ بھی نہیں ہوگا بلوچستان کے حالات میں نے آپ کے سامنے رکھے ہیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ سردار کھیتران صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا مشترکہ قرارداد منظور کی جائے؟ آوزیں ہاں/ نہیں

جناب ڈپٹی اسپیکر: مشترکہ قرارداد منظور ہوئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ تمام معزز اراکین یہ رائے دیں کہ آئیندہ اسمبلی نشست روزے کی وجہ سے کتنے بجے رکھی جائے (بہت سے اراکین ایک ساتھ بول رہے ہیں)

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال میں اگر ٹائم ایک بجے کا رکھ دیں تو صحیح time ہوگا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ایک بجے پھر آپ لوگ یہاں موجود ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 11 اپریل 2022ء بوقت دوپہر ایک بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 6 بجکر 25 منٹ پر اختتام پزیر ہوا)

☆☆☆